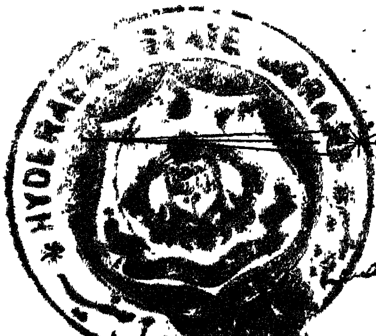
تقلید اور عمل بالحدیث



CHECKED

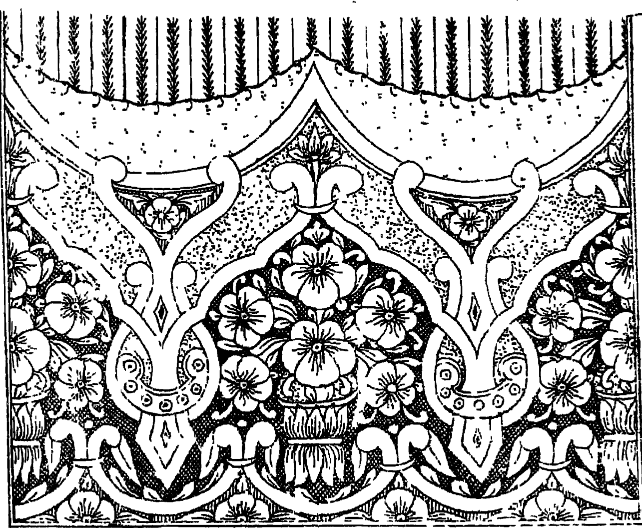
مصنفہ

نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علیخان بہادر

اب بطور رسالے کے

مطبع مفید عام اگرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان صوفی کی چھپا

سنہ ۱۳۱۱ ہجری مطابق سنہ ۱۸۹۳ء



بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقلید اور عمل بالحدیث

تھوڑے دن ہوئے کہ مین نے اپنے مذہب کے ایک بڑے محقق کے کلام سے اخذ کرکے ایک مضمون دین مین تحریف ہونے کا لکھا تھا اور وہ ایک پرچے مین تہذیب الاخلاق کے چھپا ہے اوس مین جہان ذکر تقلید کا تھا وہان مین نے وعدہ کیا تھا کہ اسکو آئندہ بہ تفصیل لکھونگا چنانچہ اب اوسکو لکھتا ہون۔

اس مضمون مین سات تذکرے ہین

اول۔ مذاہب اربعہ کے جاری ہونے سے پہلے زمانے کا حال ہے۔

دوسرے [redacted]

تیسرے - ان چارون مذہب کی پابندی کامل طرح سے کب ہوئی -

چوتھے - ان چارون مذہبون مین اختلاف ہونے کا باعث -

پانچوین - اجتہاد اور عمل بالحدیث مین کیا فرق ہے -

چھٹے - تقلید اور عمل بالحدیث پر مقلد اور غیر مقلد کا مباحثہ -

ساتوین - قول فیصل بہ نسبت تقلید اور عمل بالحدیث کے -

مذہب اربعہ کے جاری ہونیسے پہلے زمانے کا حال

پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کے عہد کرامت مہد مین سوا ے قرآن مجید کے مسائل شریعت اور احادیث اور احکام کے جمع کرنے کا کسی کتاب یا نسخے مین رواج نہ تھا بس اوس وقت مین کسی نے کوئی حدیث کی کتاب لکھی نہ فقہی مسائل یا شرعی احکام کو کسی صحابی نے جمع کیا نہ کسی علم کے اصول و قواعد اوس وقت مقرر ہوے اوس زمانے مین عمل کی یہ صورت تھی کہ اصحاب نبوی جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتا ہوا دیکھتے ویسا ہی خود کرتے اور ارکان اور آداب اور تدقیقات فقہی پر کچھہ توجہ نہ کرتے اور اونکی تعلیم کی یہہ کیفیت تھی کہ جو کچھہ سرور کائنات علیہ التحیات و الصّلوات فرماتے یا کسی معاملے مین فتوی یا کسی سوال کا جواب دیتے تو اوسے حضرت کے اصحاب سُنتے اور یاد رکھتے اور چونکہ آنحضرت عادات اور مباحات اور سنن عبادات مین اکثر ایک ہی امر کے پابند نہ ہوتے اور مثل فرائض کے اونکا التزام نہ رکھتے اور نیز ہر وقت اور ہر حال مین سب اصحاب بھی خدمت مین فی ہر ساعۃ [illegible] لیے جسنے جو حضرت کو کرتے ہوے دیکھا اُسے یاد کیا

اثنا عشریہ -

یا جو کچھہ ارشاد فرماتے سُنا اُسکی کوئی وجہ اور علت اپنے نزدیک سمجھہ لی اور صرف اطمینان قلبی پر نہ استدلال کے طریقون پر بھروسہ کرکے اُسے ذہن نشین کیا پس جو شخص صحابہ مین سے اُن باتون کے یاد رکھنے اور اوسپر غور کرنے کا زیادہ شائق تھا وہی اُن مین زیادہ فقیہہ ہوا یا جسنے پیغمبر خدا کی صحبت مین رہکر ان باتون کی زیادہ تعلیم پائی وہ بنسبت اَورون کے زیادہ واقف ہوا ؎

جب آنحضرت کا زمانہ گذرا اور اصحاب کا زمانہ آیا تب اُنھون نے اپنی دیکھی سُنی ہوئی باتون پر خود عمل کیا اور اگر کوئی بات جدید پیش آئی تو اَورون سے پوچھہ لیا اگر کسی بات مین کوئی حکم صریح کتاب وسنت سے نہ ملا تو منصوصات کتاب وسنت پر غور کیا اور اوسکی علت کو دریافت کرکے اُسی پر پیش آئے ہوے معاملے کو قیاس کیا اور اگر کوئی مسئلہ مشکل ہوا تو اپنے آپس مین صلاح ومشورہ کرکے اُسکو طے کر لیا ؎

صحابہ کے زمانے مین جو لوگ نیے پیدا ہوے یا نیے ایمان لاے اُنھون نے صحابہ سے اُسی طور پر علم دین حاصل کیا جس طرح پر صحابہ نے آنحضرت سے سیکھا تھا یعنی جسنے جس صحابی کو پایا اور اوسے فقیہہ جانا اُس سے مسائل شریعت کو اخذ کیا اور احادیث نبوی کو سیکھا اور چونکہ بعد آنحضرت کے صحابہ دور دور ملکون مین پھیل گیے تھے اور بجاے ایک مکے یا مدینے کے صدہا کوس کے فاصلے پر چلے گیے تھے اور ایک دوسرے سے جدا ہوکر منتشر اور متفرق شہرون مین جا بسے تھے اس لیے اُس زمانے کے لوگون نے اپنے ہی شہر اور اپنے ہی ملک بلکہ اپنے ہی محلے کے رہنے والے صحابی سے امور دینی کی تحقیق کی

اور اُنھین سے احادیث نبوی اور مسائل شرعی کو سیکھا اور چونکہ اکثر اصحاب نبوی فقیہ تھے اور نامی گرامی اصحاب بھی بڑے بڑے شہرون مین موجود تھے اور ضروری مسائل بھی اُنکو یاد تھے اور جھگڑے قصے کی باتین بھی اُس وقت تک شروع نہ تھین اور نئی نئی تدقیقات اور جدید جدید مصطلحات کا بھی رواج نہوا تھا اور علم بھی الفاظ غریبہ کی دقت اور اصطلاحات عجیبہ کی وحشت سے پاک تھا اور فقیہہ ہونا بھی دلائل منطقی کے جاننے اور اصول فلسفی سے واقف ہونے پر منحصر نہ تھا اس لیے اُس زمانے کے سیدھے سادھے پاک اور نیک لوگون کی روزمرہ کی کارروائی اور حاجت براری کے لیے ہر شہر مین ایک عالم موجود تھا اور بسبب نہ رائج ہونے مناظرہ اور مجادلہ اور کلام کے کوئی کسی پر کسی طرح کا الزام بھی نہ دیتا تھا اور بسبب صفائی طینت اور پاکی نفس کے فضیلت اور تفقہ کا بھی اظہار کسی کو منظور نہ تھا اس لیے تابعین مین سے جو لوگ عوام تھے وہ وقت پیش آنے ضرورتا کے اپنے شہر کے نامی مشہور صحابی سے مسئلے پوچھ لیا کرتے اور جو کچھ وہ کہہ دیتے اسپر عمل کرتے اور جو لوگ علم دین کے شائق تھے وہ اُنھین سے علم دین کو تحصیل اور مسائل شریعت کی تحقیق کرتے پس جبکہ صحابہ کا زمانہ نرہا تو وہی لوگ اپنے اپنے شہر کے عالم اور محدث ہو گیے اور وہی مفتی اور فقیہہ مشہور ہوے —

بعد تابعین کے جو زمانہ تبع تابعین کا آیا اُنھون بھی اسی طور سے اپنے اپنے شہر کے مشہور اور نامی فقیہہ سے جو تابعین مین سے تعلیم پائی اور فقہ حدیث کو سیکھا پس اُس وقت مین ہر شہر کا ایک علیحدہ امام اور ہر مقام کا ایک [redacted] فقیہ تھا جو لوگ اُنکی باتون کو

مانتے یا اُس کے فتوون پر عمل کرتے یا اُسکی سند سے احادیث کو روایت
کرتے وہ اُسکی طرف منسوب ہوتے اور اُس عالم کے مذہب پر چلنے والے کہلاتے
تابعین کے وقت تک مذہب سے صرف لغوی معنی مراد لیے جاتے تھے نہ اصطلاحی
معنی جو آج کل لوگون کے ذہنون مین ہین اُسکی تخصیص بھی کسی خاص فرقے اور گروہ پر نہ تھی
بلکہ ہر شخص پر موافق اُسکی رائے اور طریقے کے اس لفظ کا اطلاق ہوتا تھا چنانچہ مذہب
فلان ہکذا بجاے قولہ یا عملہ ہکذا کے بولا جاتا اور جو عالم نامی گرامی ہوتا وہ فقیہہ اور امام
کہلایا جاتا باین اعتبار اُسوقت مین مذہب بھی بہت سے تھے اور امام صاحب مذہب بھی
بہت سے اُسوقت کے مذہبون اور امامون کا حال بعینہ اپنے زمانہ کے مولویون اور
اُنکے عقائد اور اعمال کے حال پر قیاس کرنا چاہیئے کہ جو جس شہر مین مشہور مولوی ہے
اُسی سے لوگ استفسار کرتے ہین اُسی سے علم سیکھتے ہین اُسکی باتون پر عمل کرتے ہین
اور اوسی کے فتوون پہ چلتے ہین اور جس طرح پر آج کل ایک ملک کے لوگ ایک ہی شہر کے
مولوی یا ایک ہی عالم کے پابند نہین ہین بلکہ اپنے اپنے شہر کے مولویون کی راہ پر چلتے
ہین اسیطرح پر اُس زمانے مین تمام عرب و عجم کے لوگ کسی ایک یا چند معین فقیہون کے
پابند نہ تھے بلکہ ہر شہر کے آدمی اپنے اپنے فقیہہ اور مفتی اور محدث کے قول پر عمل
کرتے اور اوس سے فتوی لیتے اور علم سیکھتے غرض کہ جس طرح پر آج کل لکھنؤ کے
مولوی الگ ہین اور دہلی کے علحدہ اور جونپور کے جُدے اسیطرح اُسوقت بھی مکہ اور
مدینہ اور بصرہ اور کوفہ کے فقیہون کی پیروی کیجاتی چنانچہ اُس زمانے مین مدینہ منورہ کے

فقیہہ اور صاحب مذہب سعید بن مسیب اور سالم بن عبداللہ بن عمر تھے اور بعد اُن کے زہری اور قاضی یحیی بن سعید اور ربیعہ بن عبدالرحمن ہوے اور مکے مین عطا ابی رباح اور کوفے مین ابراہیم نخعی اور شعبی اور بصرے مین حسن البصری اور یمن مین طاؤس بن کیسان اور شام مین مکحول امام اور مجتہد تھے یہہ صورت دوسری صدی کے اوسط تک یعنی ۱۲۳ھ تک قائم رہی اور لوگون نے مسائل شریعت مین کسی شخص معین کی کامل پابندی نکی مگر بعد اُسکے وہ زمانہ شروع ہوا جس مین ان مذہب اربعہ کی بنیاد پڑی اور جس سے مذہب کے وہ اصطلاحی معنے قرار پایے جیسے مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنی بعض تالیفات مین لکھا ہے کہ مذہب نام راہیست کہ بعض امتیان ادر فہم شریعت کشادہ شود و بقبول خود چنید قاعدہ قرار دہد کہ موافق آن قواعد استنباط مسائل شرعیہ از ماخذ آن نماید۔

مذاہب اربعہ کی بنیاد پڑنیکا زمانہ اور اوسکے رائج ہونیکا سبب

تبع تابعین کے زمانے مین حدیث و فقہ کی تعلیم و تعلم کی صورت تو وہی تھی جو تابعین کی تھی لیکن اُسوقت مین بسبب کثرت مسلمانون کے اور شروع ہونے جھگڑے اور فساد اور جاہل ہوجانے خلفای وقت کے اور شائع ہونے جھوٹھہ اور افتراء کے اور واقع ہونے اختلاف کے خدا نے لوگون کو مسائل کے جمع کرنے اور اصول و قواعد کے منضبط کرنے اور ارکان اور آداب عبادات کی تشریح کرنے اور اجتہاد اور استنباط اور استخراج کے قاعدے ترتیب دینے پر راغب کیا اور اُسوقت کے نیک اور پاک لوگون کو حدیث اور فقہ کی تدوین کا شوق دیا چنانچہ دوسری صدی کے اوسط سے جس شہر مین جو نامی فقیہ

+ تحفہ اثنا عشریہ۔

اور عالم تھا اُس مین بعض بعض نے حدیث کی تالیف پر اور فقہ کی تدوین پر کمر باندہی اور مسائل کا جمع کرنا شروع کیا چنانچہ مکے مین ابن جریج اور ابن عیینہ نے اور مدینے مین امام مالک اور محمد بن عبدالرحمن ابن ابی ذہب نے اور کوفے مین ثوری نے اور بصرے مین ربیع ابن صبیح نے اول اول حدیث مین تالیف اور امام ابوحنیفہ اور امام مالک وغیرہ نے فقہ کی تدوین شروع کی۔

سب سے پہلے حنفی مذہب کی بنیاد پڑی اس لیے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ علیہ کو خدا نے اجتہاد اور استنباط مسائل اور استخراج فروعات کی ایک خاص قسم کی استعداد دی تھی اور وہ زہد اور ورع مین بھی کامل تھے پس اُنھون نے اپنے شہر کے امام و فقیہ ابراہیم نخعی کی احادیث اور اقوال اور روایات پر اپنے مذہب کی بنا قائم کی اور اُنہین کے اصول پر استخراج کرنا جزئیات مسائل کا شروع کیا چنانچہ یہ امر بخوبی اُس شخص پر ظاہر ہے جس نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الآثار اور جامع عبدالرزاق اور مصنف ابی بکر ابن شیبہ کو دیکھا ہے اور پھر ابراہیم نخعی کے اقوال کو امام ابوحنیفہ کے مذہب سے ملایا ہے۔

غرض کہ جب امام ابوحنیفہ نے اس طور پر فقہ کی تدوین شروع کی تب لوگون نے اُنکی طرف رغبت کی اور اُنکے اصول و فروع کو پسند کر کے اُسے سیکھا اور فقہاے کوفہ نے اُنکے اجتہاد کو قبول اور اُنکے استخراجی مسائل پر عمل کیا اور جب قاضی ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما سے دو شاگرد اُنکے ہو گئے تب پہلے شاگرد کی امارت اور قضا کے سبب سے اور دوسرے شاگرد کے علم اور تالیف کی برکت سے امام کا مذہب ساری

عراق اور خراسان اور ماوراءالنہر مین پہیل گیا۔

حنفی مذہب کے بعد بنیاد مالکی مذہب کی پڑی کہ امام مالک حدیث اور فقہ اور زہد اور پرہیزگاری مین بڑے مشہور تہے اور اُنکو احادیث نبوی بہت سی یاد تہین اور وہ اُسکے ضعف اور قوت سے بہی بخوبی واقف تہے چنانچہ اُنہون نے نہایت عمدہ اور صحیح اور جامع کتاب حدیث کی لکہی جسکا نام موطا ہے اُسکی قبولیت اعلی درجے پر پہونچی اور ہزارون آدمیون نے اُس وقت کے اُسکی سند امام مالک سے حاصل کی پس امام مالک کی اُس کتاب کی برکت سے ایسا فائدہ لوگون نے پایا کہ جسکا کچہہ بیان نہین ہوسکتا پس جہان جہان اُنکے اصحاب اور شاگرد پہونچے اور اونکی کتاب کو لوگون نے دیکہا اُنکے مذہب پر عمل کرنا شروع کیا پہر تو اُنکے بعد اونکے شاگردون نے اُنکے مذہب کے اصول اور دلائل کو ترتیب دیا اور اُنکی کتاب کے خلاصے کیے اور اُنکے کلام اور فتوون کی شرح کی یہان تک کہ آخر اُنکا بہی ایک جدا مذہب قرار پایا اور نواح مغرب کی طرف جہان اُنکے تلامذہ زیادہ ہوے مالکی مذہب پہیل گیا۔

اِن دونون مذہبون کی بنیاد پڑ چکی تہی کہ امام شافعی رحمت اللہ علیہ پیدا ہوے اُنہون نے دونون مذہب کے اصول و فروع کو دیکہہ کر اور اُنکے کلیات و جزئیات پر نظر کرکے اُن باتون کو جو اُن مذہبون مین ناقص تہین پورا کیا اور نئی طرز سے اصول اور قواعد کو ترتیب دیا۔

امام شافعی نے سب سے اول ایک کتاب اصول کی تالیف کی اور اُس مین

احادیث مختلف کے جمع کرنے کے قاعدے مرتب کیے اور احادیث مرسل و منقطع پر استناد کرنیکا بغیر پائے جانے اُسکی شرائط کے التزام ترک کیا چنانچہ جو کچھہ اُنھون نے حنفی اور مالکی مذہب سے اختلاف کیا اکثر ان باتون مین تھا۔

اول۔ احادیث مرسل اور منقطع پر استناد نہ کرنا۔ امام شافعی نے حنفی اور مالکی مذہب والون کو بعض احادیث مرسل اور منقطع پر استناد کرتے ہوے دیکھکر یہہ اصول قائم کیا کہ ایسی احادیث پر جبتک اُسکی شرائط پائی نہ جاوین سند نہ کی جاوے اس لیے کہ طرق حدیث کے جمع کرنے سے بخوبی ظاہر ہوا کہ بعض احادیث مرسل محض بے اصل ہین اور بعض مسند کے مخالف ہین۔

دوسرے احادیث مختلفہ کے جمع کرنے کے اصول قائم کرنا۔ امام شافعی سے پہلے احادیث کی وہ کثرت نہ تھی جو اُنکے زمانے مین ہوئی اس لیے کہ ہر شہر کے رہنے والے اپنے ہی شہر کے عالمون اور امامون سے احادیث کو اخذ کرتے اور اُسی کو روایت کرتے مگر جب اس علم کی تدوین شروع ہوئی اور لوگون نے ایک شہر کے دوسرے شہر مین جاکر احادیث کو سیکھا اور متفرق متفرق لوگون کو جو کچھہ حدیثین یاد تھین اُن سے سُنا تو احادیث کی کثرت ہو گئی اور پھر اُن مین اختلاف بھی معلوم ہوا تو ضرور ہوا کہ اُس اختلاف کے رفع کرنے اور احادیث مختلفہ کے جمع کرنے کے قاعدے مقرر کیے جاوین چنانچہ اسی واسطے امام شافعی نے ایک اصول کی کتاب تالیف کی۔

تیسرے احادیث صحیحہ کے ترک کرنے سے پرہیز کرنا۔ پچھلے لوگون نے جن جن

بزرگون سے فقہ کو حاصل کیا اور جن کے اقوال پر اپنے مذہب کی بنا قائم کی اُن کو اُسوقت تک بعض احادیث صحیحہ نہین پہونچین اور انکو سبب نہ معلوم ہونے اُن احادیث کے جنسے مسائل بتصریح نکلتے تھے قیاس سے کام لینا پڑا پس جبکہ امام شافعی نے دیکھا کہ بعض احادیث صحیحہ پر عمل کرنا پچھلے مذہبون مین مجبوری رہ گیا ہے تو امام شافعی نے اس امر کو صاف بیان کیا کہ وقت مل جانے حدیث صحیح کے قیاس کو چھوڑ دینا اور حدیث صحیح پر عمل کرنا ضرور ہے اور اُنھون نے ثابت کیا کہ یہی طریقہ صحابہ اور تابعین کا تھا کہ وے ہمیشہ احادیث کی جستجو کرتے جب کوئی حدیث نکلتی تب استدلال اور قیاس سے کام لیتے اور اگر پیچھے اونکو حدیث پہونچ جاتی تو اُسی وقت قیاس کو چھوڑ دیتے اور عمل بالحدیث کرنے لگتے۔

اس بات سے کہ امام ابو حنیفہ یا امام مالک وغیرہ کو سب احادیث پر اطلاع نہین ہوئی درحقیقت اُنکی پاکی اور بزرگی اور علم مین کچھ الزام نہین آتا اس لیے کہ اُسوقت تک وہ مادہ احادیث کا نہ تھا جو پیچھے کر کے امام شافعی کو ملا اور اُسکا عذر علماے محققین حنفیہ نے خود کیا ہے چنانچہ امام شعراوی لکھتے ہین کہ ان عذر ابی حنیفة فی کثرة القیاس عدم بلوغ الاحادیث الصحیحة الیه فی زمنه یعنی امام ابو حنیفہ کا عذر کثرت قیاس مین یہ ہے کہ سب احادیث صحیحہ انکو اُنکے وقت مین نہ پہونچین تھین اور علامہ احمد بن عبد السلام اپنی کتاب رفع الملام عن الائمة الاعلام مین لکھتے ہین کہ بہت سی حدیثین ایسی ہین جو کہ خود خلفاے اربعہ رضی اللہ تعالی عنہم کو نہین پہونچین اور علاوہ اُنکے اَور اصحاب اُنسے واقف ہوے پس اگر بعد

اُنکے کسی امام کو احادیث صحیحہ پر اطلاع نہین ہوئی تو کچھہ جائے تعجب نہین اور اس مضمون کو لکھکر علامہ موصوف لکھتے ہین کہ فمن اعتقد ان کل حدیث صحیح قد بلغ کل واحد من الائمۃ او اماما معینا فھو مخطی خطاءً فاحشا قبیحا یعنی جسنے یہہ اعتقاد کیا کہ ساری صحیح حدیثین ہر ایک امام کو پہونچ گئین یا کوئی خاص امام اُن سب سے مطلع ہوا تو ایسا اعتقاد کرنیوالا کھلی ہوئی نہایت قبیح خطا پر ہے اور یہہ بھی وہ لکھتے ہین کہ اگر کوئی کہے کیونکر سب احادیث نبوی پر اطلاع نہین ہوسکتی تھی جب کہ احادیث کی تدوین ہو چکی تھی تو یہہ بھی بڑی غلطی ہے لان ھذہ الدواوین المشھورۃ فی السنن انما جمعت بعد انقراض الائمۃ المتبوعین اس لیے کہ یہ کتابین مشہور بعد گذرنے اُن امامون کے مدون ہوئی ہین جن کی لوگ تقلید کرتے ہین اور یہ کہہ دینا مقلدین کا کہ ہر مسئلہ مین ہمارے امام کے پاس ایک حدیث تھی اور ایک خاص دلیل وان لم نعرفہ ونعتقدہ یعنی گو ہم اُس کو نہین جانتے حقیقت مین ایسا جواب ہے جس کو سفسطہ محض اور جہالت قبیح کے سوا کچھہ نہین کہہ سکتے۔

اور مقدمہ منہج کے باب تبری الائمۃ من اقوالھم اذا خالف الشریعۃ مین امام شعراوی نے صاف لکھہ دیا ہے کہ لو عاش ابو حنیفۃ الی تصحیح الاحادیث لترک القیاس یعنی اگر امام ابو حنیفہ اتنی زندگی پاتے کہ تصحیح حدیث کر سکتے تو ضرور وہ قیاس کو چھوڑ دیتے۔

غرض کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن مسائل مین قیاس کو جن مین بسبب نہ پانے حدیث کے اگلے امامون نے اجتہاد کیا تھا اور صرف حدیث پر عمل کیا۔

چوتھے اقوال صحابہ پر بوجہ مخالفت حدیث کے استدلال نکرنا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے وقت مین صحابہ کے اقوال بہی لوگون نے جمع کر لیے تھے اور وہ باہم مختلف تھے اور بعض بعض احادیث صحیح کے مخالف تھے اس لیے امام شافعی نے اُنکے اقوال پر بعد پانے حدیث صحیح کے استدلال کرنے کو ترک کیا اور صاف کہہ دیا کہ ھم رجال ونحن رجال کہ وہ بہی آدمی تھے اور ہم بہی آدمی ہین اُنسے غلطی ہوسکتی تہی پس بعد پانے حدیث کے اُنکے اجتہاد پر عمل کرنا ضرور نہین بلکہ اوسکا ترک کرنا اور حدیث پر عمل کرنا ضرور اور لازم ہے کما قال شارح سفر السعادۃ ابوحنیفہ تقلید صحابی را و آنچہ صحابی باختیار خود گوید واجب داند و شافعی گوید ھم رجال ونحن رجال ما و ایشان در اجتہاد برابریم و ہمہ مجتہدانیم مجتہد را تقلید مجتہد دیگر نرسد۔

پانچوین راے اور قیاس مین تمیز کرنا امام شافعی کے وقت مین اکثر لوگ ایسے تھے جو اجتہاد مین راے کو دخل دیتے اور اُسی کو وہ قیاس سمجھتے جو شرعًا جائز ہے حالانکہ قیاس جو شرعًا جائز ہے اور جو صحابہ اور تابعین مین جاری تھا وہ صرف یہ ہے کہ کسی حکم منصوص سے اُسکی علت نکالنا اور جس مین وہ علت پائی جاوے اُسپر اُسی حکم کو قائم کرنا مثلاً خدا کی کتاب مین شراب کی حرمت مذکور ہے نہ کسی اور مسکرات کی تو حرمت شراب کی حکم منصوص ہے اور اُسکی حرمت کی علت نشہ ہے پس جس چیز مین وہ علت پائی جاوے یعنی سکر اُسپر حرمت کا حکم قائم کرنا حقیقت مین قیاس ہے اور راے یہ ہے کہ کسی تراشی ہوئی بات کو اصول مین قائم

+ مگر ضرور ہے کہ اس علت کا علت ہونا بہی نص سے ثابت ہوا ہو نہ کسی انسان کی عقل سے۔

کرتا اور اُسی کو علت حرمت وحلت کی بنا نا مثلاً مظنہ حرج یا مصلحت عام کو کسی حکم کی علت ٹھہرانا پس ایسے قیاس کو جو کہ درحقیقت راے ہے امام شافعی نے ترک کیا اور صاف کہہ دیا کہ من استحسن فانہ اراد ان یکون شارعًا کہ جو قیاس استحسان کو شریعت مین دخل دیتا ہی وہ دراصل اپنے آپ کو صاحب شریعت بنایا چاہتا ہے۔

غرض کہ یہ چند کھلی ہوئی اور صاف باتین ہین جس سے امام شافعی نے اپنے پچھلے ائمہ سے اختلاف کیا اور بیچ کے ذریعے اور واسطے چھوڑکر اصل ماخذ سے فقہ کو لیا اور کتاب وسنت ہی پر مدار اپنے مذہب کا رکھا اور کسی خاص شہر کے عالم یا کسی معین قوم کے فقیہہ کے اقوال و اصول پر اپنے اجتہاد کی بنا قائم نہ کی اور حقیقت مین یہہ طریقہ اُن کا نہایت ہی اچھا تھا لوگون کو حد سے زیادہ پسند ہوا اور بڑے بڑے فقہا اور محدثین نے اُنکے مذہب کی خوبی پر اقرار کیا اور اُسکو اختیار فرمایا اور اس طور سے بعد چندے مذہب شافعی رائج ہوا۔

جو کیفیت حنفی اور مالکی اور شافعی مذہب کی بنیاد کی ہوئی قریب قریب اُسی کے امام احمد بن حنبل کے مذہب کی بنیاد پڑنے کی ہے۔

اس مسلسل مختصر بیان سے سمجھنے والے کو نہ صرف یہہ بات معلوم ہوسکتی ہے کہ بنیاد ان چارون مذہب کی کب اور کیونکر پڑی بلکہ یہہ بھی ثابت ہوسکتا ہی کہ کسی نے منجملہ ان چارون امام کے اپنے مذہب کو لوگون کی تقلید کے لیے نہین بنایا اور اپنے آپ کو صاحب مذہب کہلانے کے لیے اجتہاد اور استنباط نہین کیا بلکہ اُنھون نے

صرف اپنی ذات کے لیے اجتہاد کیا اور اپنے دین کے شوق مین فقہ کو تدوین کیا کسی نے اُن مین سے یہہ نیت نہین کی کہ ہم مقتدا بنین اور ہم کوئی خاص مذہب کہڑا کرین اور لوگون کو اُسپر راغب کرکے کچہہ شہرت یا عزت حاصل کرین اُن بزرگونکی نیت ایسی کدورتون سے بالکل پاک اور اُنکے دل ایسے خطرات سے بالکل صاف تہے انکو سواے اپنے ذاتی فائدے کے کوئی دوسری غرض نتھی اسیواسطے اپنی تقلید سے منع کرتے رہتے اور جب کوئی خلیفہ اور بادشاہ اُنکی تالیفات کو لوگونکے عمل کرنیکے لیے مشتہر کرنا چاہتا وہ منع کر دیتے چنانچہ لواقح الانوار القدسیہ مین لکہا ہے کہ واعلم ان جمیع علماء المجتہدون من الکتاب و السنۃ انما کان لانفسہم لا للخلق ای لا لان کل مجتہد یوجب تقلید نفسہ علی کل فرد من افراد العالم بل من الائمہ من نہی عن تقلید نفسہ و امر بتحصیل رتبۃ النظر

پس وہ اثر جو اُن بزرگونکی نیک طبیعت اور پاک طینت کا ہمارے دلون پر ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ وہ خود متبوع اور صاحب شریعت بننے کا قصد نرکہتے تہے اور اپنے اجتہاد اور استنباط کو سارے جہان کے لوگون سے قبول کرانے کا شوق نرکہتے تہے بلکہ جہان تک اُنسے اپنی ذات کی بھلائی اور لوگون کے نفع کے واسطے ہوسکتا تھا وہ احادیث نبوی اور اقوال فقہا سے مسائل کو استخراج کرتے اور لوگون کی ضرورت و حاجت کو رفع کرتے اور صاف صاف کہہ دیا کرتے کہ اگر کوئی مسئلہ اور کوئی جزئیہ ہمارا حدیث کے خلاف پاؤ یا کسی قیاس اور راے کو ہماری کتاب و سنت کے برخلاف دیکہو

اُسے ہرگز نہ مانون اور اُسپر عمل کرنے کو حرام سمجھو۔

مگر خدا نے اپنے قانون قدرت مین یہہ قاعدہ رکھہ دیا ہے کہ ہر شی آہستہ آہستہ شروع ہوتی ہے اور تہوڑی تہوڑی بڑہتی ہے جب اُسکی ترقی پورے درجہ پر اور اپنی معین حد پر پہونچ جاتی ہے تب اُسکی ترقی رُک جاتی ہے اور گھٹنے لگتی ہے اور پہر درجہ بدرجہ اُسمین خرابی آتی جاتی ہے یہان تک کہ آخر سوا لفظون کے کچھہ حقیقت اُس شی کی باقی نہین رہتی اور بجز نام کے کوئی خوبی اُس مین پائی نہین جاتی پس اسی قاعدے کا اثر ان مذاہب پر ہوا کہ اول تو آہستہ آہستہ ائمہ دین نے فقہ اور حدیث کو جمع کیا اور اجتہاد اور استخراج کو درجہ بدرجہ کمال پر پہونچایا اور اپنی نیتون کو پاک اور اپنے ارادون کو نیک رکھا اور پہر آخر لوگون نے تحقیق اور تنقیح کو چھوڑ دیا اور جس امر کا دعوی اُن امامون نے خود نہین کیا اُسے اُنکی طرف منسوب کیا اور اُن کو مثل صاحب الشریعت کے صاحب مذہب بنادیا اور اُن کو معصوم اور محفوظ عن الخطا سمجھہ کر اُنکی باتونکی سامنے اصل صاحب الوحی کے قولون پر تمسک کرنا چھوڑ دیا یہان تک کہ آخر اپنے آپ کو پیغمبر سے نسبت کرنا بھی زمانہ سے اُٹھہ گیا اور بجاے محمدی اور احمدی کے حنفی اور شافعی کہنے پر مذہب کا مدار آ گیا اور پہر جیسا زمانہ گذرتا گیا اور دین مین تبدل ہوتا گیا اُتنی ہی یہہ خرابی بڑہتی اور دین و مذہب کی حقیقت چھپتی گئی یہان تک کہ اب جس زمانے مین ہمکو خدا نے پیدا کیا ہے اور جس مین شاد و ناشاد زندگی کے دن کاٹتے ہین کسی امام کے مذہب کو ترک کرنا یا کسی اُسکے قول کو نہ ماننا اسلام سے پھرنا اور نبی کے کلام کا انکار کرنا سمجھا جاتا ہے

اور تحقیق کا نام لینے والا اور کتاب وسنت پر عمل کرنیوالا بدعتی اور فاسق اور دشمن اسلام کا تصور کیا جاتا ہے۔

جو کہ ہم اجتہاد کی ترقی کے زمانے کو بیان کر چکے اور مذاہب اربعہ کی بنیاد پڑنے کے زمانے اور سبب کو بھی لکھہ چکے اس لیے اب ہم اُسکے تنزل کے زمانے کو اور اُسکے وجوہ کو لکھتے ہین۔

چارون مذہب کی پابندی کامل طرح سے جاری ہونے اور اجتہاد ترک کرنے کے زمانے اور سبب کا بیان

تواریخ اور کتابون کے دیکھنے سے یہ بات بخوبی ظاہر ہوتی ہے کہ اگرچہ تقلید کی بنیاد دوسری صدی کے اوسط سے شروع ہوئی لیکن تیسری صدی تک پوری جاری نہوئی اور چوتھی صدی سے پہلے کسی ایک معین مذہب پر کامل تقلید لوگون نے اختیار نکی چنانچہ ابوطالب مکی نے قوت القلوب مین لکھا ہے کہ چوتھی صدی سے پہلے مذاہب اربعہ کی تقلید کا کامل طرح سے رواج نہ تھا اور حنفی شافعی کہلائے جانیکا بہت زور شور نہ تھا۔

اس موقع پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پہر لوگ مسائل شرعی کس طرح تحصیل کرتے تھے اور فقہ کو کس طرح سیکھتے اور اسپر کیونکر عمل کرتے تھے اس لیے ہم اُسکا جواب دیتے ہین کہ اُس وقت تک جو لوگ تھے وہ دو حال سے خالی نہ تھے یا ذی علم تھے یا جاہل بس جو لوگ جاہل تھے وہ اپنے گہر مین روزہ نماز وغیرہ عبادت کے مسئلے سیکھتے اور اُسپر عمل کرتے

اگر ضرورت کسی مسئلے کے پوچھنے کی یا فتوے کے لینے کی ہوتی تو جس عالم کو وہ افضل اور بہتر جانتے اُس سے پوچھہ لیتے اور اُسکی بات پر عمل کرتے بلالحاظ اسکے کہ وہ عالم حنفی ہوتا یا شافعی یا مجتہد اور جو لوگ خود ذی علم تھے اُنکی دو صورتین تھین بعضے اہل حدیث تھے بعضے صاحب اجتہاد جو اہل حدیث تھے اُن کا طریقہ یہہ تھا کہ وہ کتاب الٰہی آیات اور احادیث نبوی اور آثار صحابہ پر عمل کرتے اور اگر کسی مسئلے مین ضرورت ہوتی تو کسی فقیہہ کے کلام پر رجوع کرتے خواہ وہ فقیہہ مدنی ہوتا یا مکی کوفی ہوتا یا بصری اور جو صاحب اجتہاد تھے وہ اجتہاد اور تخریج کرتے اور اصول اور قواعد کلیہ کو پیش نظر رکھکر اُسی سے فروعات کا استنباط کرتے پس اگر وہ اصول پہلے سے کسی خاص امام یا اُسکے فرقہ کے ساتھہ مخصوص ہوتے تو لوگ اُس مجتہد کو بہی اُسی امام کی طرف منسوب کرتے اور اس مجتہد کو بہی اُن اصول کا پابند پاکر شافعی یا حنفی سمجھتے۔

یہ صورت تیسری صدی کے اخیر تک قائم رہی اُسوقت تک نہ عمل بالحدیث پر کوئی طعنہ کرتا نہ اجتہاد پر الزام دیتا مگر جب جہالت کا زور ہوا اور اختلاف امت مین پڑ گیا اور طبیعتون سے تحقیق کا مزہ جاتا رہا اور صاحب شریعت تک واسطے در واسطے ہو گئے تب چوتھی صدی مین لوگون نے سیدھا رستہ چھوڑ دیا اور دائین بائین چلنا شروع کیا اور سلاطین کے سامنے مناظرے اور مجادلے مین اپنے ہمسرون پر غالب ہونے کا شوق پیدا ہوا علم کو دنیا کی تحصیل کا ذریعہ گردانا اپنی ناموری اور عزت اور شہرت کے لیے اُن مسائل کو جنمین نہایت نیک نیتی کے سبب سے باہم ائمہ اربعہ کے اختلاف ہوا تھا ذریعہ

بحث کا بنایا اور اپنے اپنے اماموں کے اقوال کو نہ صرف اس وجہ سے کہ حقیقت مین وہ اُنہین کو صحیح اور دوسرے کو غلط جانتے تھے مثل کتاب و سنت کے مستند گردانا بلکہ اس لحاظ سے کہ وہ خود اُس مذہب سے منسوب تھے اور اُس امام کے مقلد کہلاتے جاتے تھے اُن اقوال کے اثبات کو اپنی غزارت علم کے اظہار کا سبب تصور کیا تاکہ لوگون کو یہ معلوم ہو کہ یہ ایسے بڑے مولوی اور فقیہہ ہین کہ جن باتون پر یہ عمل کرتے ہین اور جن قولون کو یہ واجب العمل جانتے ہین وہی صحیح اور درست ہین اور اُنکے پاس بہت سی دلیلین اُسکے اثبات پر موجود ہین اور اس سے اُنکے علم اور تفقہ کی شہرت ہو اور جب ایسے لوگون نے اپنی اپنی تقریر اور تحریر کے زور سے اور اپنی فصاحت اور بلاغت کے بھروسے پر ایک چیز کا التزام کر لیا اور اپنے ہمعصرون سے اُن باتون مین مباحثہ اور مناظرہ شروع کر دیا اور بڑے بادشاہون اور امیرون کی مجلسون مین اسکی بحثین ہونے لگین تو تعصب نے اُنکی آنکھون کو اندھا کر دیا اور غرور نے اُنکے دلون سے نیک نیتی اور صفائے طینت کو نکال لیا اپنے دل مین اپنے قول اور اپنے عقیدے کی سفاہت پر قائل ہو جاتے تھے مگر زبان سے اقرار نہ کرتے اور اُس سے پھرنے کو اپنی ہتک سمجھتے اور جان بوجھکر کتاب و سنت کو چھوڑ کر اپنی بات پر قائم رہتے اور پوچ دلیلون اور بیہودہ اور خرافات باتون اور ضعیف سندون سے اُسی کے ثابت کرنے پر قائم رہتے اور اُسی کو استقلال اور صلابت فی الدین اور غزارت علم سمجھکر ابطال حق اور احقاق باطل کر کے بمقتضائے اخترت النار علی العار دنیا کی شرم کو عاقبت کی شرم پر اختیار کرتے چنانچہ اسیوقت مین ایک ایک عقیدے پر سو سو ورق کی کتابین تالیف ہو گئین اور

ایک ایک فقہی مسئلے پر ہزار ہزار صفحے سیاہ ہو گئے فقہ اور حکمت اور علم کی اصلی حقیقت تو جاتی رہی اُسکے نامون پر مدار دین کا آگیا اور مباحثات اور مناظرات کا نام استنباط دقائق شرع رکھا گیا تالیفات اور تحریرات کی وہ کثرت ہوئی کہ ہر جاہل صاحب تالیف اور ہر عامی صاحب تصنیف بن گیا اور ایک ایک دنیا طلب مولوی اپنے آپ کو عالم ربانی سمجھنے لگا فقہ کے مسئلون اور علم کلام کے فرضی عقیدون کے اثبات کا نام اعلاے کلمۃ اللہ ہو گیا یہانتک نوبت پہونچی کہ جو بڑا بکنے والا ہوتا اُسی کو لوگ بڑا مولوی سمجھتے جو سب سے زیادہ خوش گپ ہوتا اُسکو لوگ عمدہ واعظ جانتے جو لڑنے جھگڑنے مین خوب مشاق ہوتا وہی محقق کہلایا جاتا جو نہایت فضول اور لغو ہوتا وہی جامع منقول سمجھا جاتا جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیا مین فرماتے ہین فصار یسمی المجادل المتکلم عالماً والقاص المزخرف کلامہ بالعبارات المسجعۃ عالماً ھکذا ضعف الدین فی قرون سالفۃ فکیف الظن بزماننا ھذا وقد انتھی الامر الی ان مظھر الانکار یستھدف لنسبۃ الی الجنون فالاولی ان یشتغل الانسان بنفسہ ویسکت یعنی جو شخص جھگڑنے والا بڑی بات چیت کرنیوالا ہوتا اُسی کو لوگ عالم جانتے اور جو بیہودہ قصے کہنے والا اور مزخرفات بکنے والا ہوتا اُسی کو سب مولوی سمجھتے پس جبکہ پچھلے زمانون مین دین ایسا ضعیف ہو گیا تو اب اس زمانے کا حال کیا بیان کیا جاوے کہ اب تو وہ زمانہ آگیا ہے کہ جو ان مولویون اور عالمون کی باتون کو نہ مانے وہی تیر ملامت کا نشانہ ہوتا ہے اور جو حق بات زبان پر لاوے وہی مجنون اور دیوانہ ٹھہرتا ہے پس انسان سوائے اسکے کیا کرے کہ اپنا کام کرے اور چپ چاپ رہے۔

غرض کہ اسی زمانے میں تقلید کی جڑ مضبوط ہوگئی اور وہ چیونٹی کی سی چال تقلید کی جو لوگوں کے دلوں میں دوسری صدی سے شروع ہوئی تہی چوتہی صدی میں پوری ہوگئی اور سوائے چند علماے ربانی کے سبکے دلوں میں کامل طرح سے اُس نے جگہ کرلی

ہمارے اس بیان سے غور کرنیوالے کو تقلید پر پورے طور پر عمل کرنے کا سبب توبخوبی ظاہر ہو سکتا ہے لیکن ہم اس امر کو کہ تقلید نے کتاب و سنت پر استناد کرنے کا طرز پسندیدہ کیوں متروک کرادیا اور بجاے قال اللہ اور قال الرسول کے قال زید و قال عمرو کیوں رائج کیا چند لفظوں میں بیان کرتے ہیں سبب اسکا یہ ہے کہ جب علما اور فقہا باہم بحث کرنے لگے اور اپنی سخن پروری اور نفسانیت کے سبب سے اوروں پر حق ناحق غلبہ پانے کے شائق ہوے اور ایک دوسرے کو حسد کی نظر سے دیکہنے لگے اور لوگ اُسی رجوع کرنے کے عادی ہوگئے جو کہ وقت مباحثے کے غالب رہتا اور اپنی طرف مقابل کو ہرا دیتا تو اُسوقت مباحثہ اور مناظرہ کی کثرت ہوئی اور سواے شاذ و نادر نیک پاک لوگوں کے ایک نے دوسرے کے کلام کی تردید شروع کی یہانتک کہ ایک عالم دوسرے کے فتوے کو رد کرتا اور ایک فقیہہ دوسرے کی بات کو کاٹ دیتا اور چونکہ اسکے لیے ضرورت کسی دلیل و برہان کی ہوتی پس فقہ اور دین میں سواے نقل صرف عقلی دلیل کافی نہتہا اور بغیر کسی سند اور قول کے بات نہ بنتی تہی پس دلائل و براہین کی جستجو کرنی پڑی اور اپنی باتوں پر سند لانے کی حاجت ہوئی جب ان لوگوں نے کتاب و سنت پر توجہ کی تو کوئی دلیل ایسی کہ جو صرف اُنکی بات کو ثابت اور دوسرے کے قول کو رد کرے نہ ملی تو اپنے

اپنے بزرگون اور فقیہون اور شیوخ کے قولون ہی کو سند لانا شروع کیا اور صرف اپنے اپنے فرقے کے نامی نامی عالمون کے اقوال و اعمال کو حجت گردانا پس جب کبھی ایک فریق نے کتاب و سنت کو چھوڑکر غیر معصوم کے کلام یا عمل کو دلیل مین پیش کیا تو دوسرے فریق نے بھی یہی طرز اڑایا اور مضمون الکیل بالکل اور کما تدین وتدان کا ادا کیا اُس نے بھی اپنے قول کی سند مین عالمون اور مولویون کی باتون ہی کو پیش کیا پس اس طرز جدید کے شروع ہونے ہی کی دیر تھی کہ مثل تیز بارود کے جسمین آگ لگنے ہی کی دیر ہوتی ہے نہ اُڑنے اور اُڑانے کی اُسکا اثر ساری طبیعتون پر ہوگیا اور تھوڑے ہی عرصے مین از شرق تا غرب یہہ طریقہ جاری ہوگیا اس دین و مذہب کے خراب و بدنام کرنیوالے طریقے کا صرف یہی بد اثر نہین ہوا کہ لوگون نے علما و فقہا کے اقوال کو مستند گردانا بلکہ چندہی روز مین اُسکا یہہ برا نتیجہ ظاہر ہوا کہ لوگون نے اگلے علما و فقہا پر تہمت کرنا شروع کیا اور جو بات اُنہون نے اپنی زبان سے نہین نکالی اور جو چیز اُنکے دل مین بھی نہین آئی اُسکو اُنکی طرف منسوب کردیا اور اپنی بات قائم رکھنے اور حریف پر عیاری اور فریب سے غالب ہونے پر تاویل باطلہ اور اسناد کاذبہ کا نقل کرنا شروع کیا۔

چنانچہ ایک مجلس مین امام احمد حنبل گئے وہان دیکھا کہ ایک شخص بقید اسما ایک امر کو اُنکی طرف منسوب کررہا ہی اور عن فلان عن فلان کہکر خاتمہ اُسکا اُن تک کررہا ہے وہ یہہ سُنکر غرق حیرت ہوے اور خاموش رہ گئے آخرش اُنسے نہ رہا گیا اور اُس شخص سے کہا کہ مین احمد حنبل ہون مین نے یہہ بات نہین کہی اُس عیار کی چالاکی قابل آفرین کے ہے کہ اُسی وقت اپنی

بات قائم رکھنے اور جہوٹھہ چہپانے کے لیے کہا کہ تم بڑے احمق ہو کیا تمہی اکیلے احمد حنبل ہو دوسرا اس نام کا نہین ہے وہ احمد حنبل جس سے مین روایت کرتا ہون دوسرے ہین پس جس طرح سے اُس زمانے مین جبکہ حدیث پر لوگون کی نہایت توجہ اور اُسی کی سند اور دلیل لائی جاتی تہی بد باطنون اور خبیث طبیعتون نے جہوٹی حدیثین بنالین اور موضوع احادیث کو صاحب الشریعت کی طرف منسوب کیا اسی طرح سے اس زمانے مین جب علما اور فقہا کے اقوال سندمین پیش ہونے لگے اُن عالمون اور فقیہون کیطرف جہوٹی جہوٹی باتون کو منسوب کیا اور تاکہ اُس قول کی وقعت اور عزت زیادہ ہو بقید اسما اُسکا سلسلہ عن فلان عن فلان کہکر صاحب قول تک پونہچادیا مگر احادیث وضعی کو اس سبب سے کہ احادیث حقیقت مین قابل استناد کے ہین اور مدار شریعت کا اُن پر ہے پیچہے محققین نے اصلی حدیثون سے علیحدہ کردین اور موضوعات کے رسالے لکہکر اُنکی غلطی اور موضوعیت کو بیان کرکے قوی کو ضعیف سے اور موضوع کو صحیح سے جدا کردیا مگر علما اور فقہا کے اقوال موضوعہ کو اُن کے اقوال صحیحہ سے جدا کرنے پر اُس طرح کسی نے توجہہ نہ کی اس لیے کہ اُن پر محنت کرنا محض فضول تہا اسلیے کہ بالفرض اگر وہ کلام اُنہین کا ہوتا تو وہ کسی پر حجت نہین ہوسکتا تہا اور بسبب نہ معصوم ہونے اُنکے اُسکی غلطی پر فقط غلط کہہ دینا ہی اُس کا اور نہ ماننا اُسکا کافی تہا لیکن سوا چند محققین کے ایسی نقل اور سند سے عوام کو بڑا نقصان پہونچا اور دین مین بڑا رخنہ پڑگیا لوگونکی طبیعتین ایسی اسناد اور استناد کی ایسی عادی ہوگئین کہ بغیر کسی مولوی کے قول کے اور بغیر کسی عالم کی سند کے

کتاب وسنت کی باتون کا ماننا ہے جاتا رہا اور بجاے قال اللہ اور قال الرسول کے قال زید وقال عمر و مدار دین ومذہب کا آگیا۔

اس خرابی نے اس سے زیادہ اور بھی ترقی پائی کہ جو لوگ حقیقت مین لائق استناد نہ تھے بلکہ جنکے اقوال واعمال لائق اجتناب کے تھے وہ بھی قابل استناد کے ٹھہر گئے اور اہل بدعت اور منافق اور جاہل صاحب سند ہو گئے اور اگر کسی شہر یا کسی فرقے یا کسی خاندان مین کوئی نامور ہوا اور اُسکو کچھ لکھنا پڑھنا بھی آگیا اور کچھ تالیف و تصنیف کرنے سے اُسکی عزت بھی بڑھ گئی تو اُس شہر کے رہنے والون اور اُس فرقے اور خاندان کے آدمیون نے اپنے شہر اور اپنے خاندان کی عزت اُسی مین جانی کہ اُسی کی بات کو مانین اور اُسی کے کہنے پر چلین پس اُنکے دلون مین یہہ بات ایسی جم گئی کہ اُسکے قول سے پھرنا گویا خدا کے قول سے پھرنا ہے اس لیے وہ اُسکی باتون کے مقلد ہو گئے اور قدم بقدم اُسکے طریقے پر چلنے لگے اور اسی طرح سے جب اُسکے مقلد اور تابع زیادہ ہو گیے اور وہ مقتدا اور متبوع کسی فرقے اور گروہ کا ہو گیا تو بس وہ صاحب الکتاب ٹھہرایا گیا اگر اُس سے کوئی صریح غلطی ہو جاتی یا اُس سے کوئی فعل مخالف کتاب وسنت کے ہو جاتا تو اُسکے مقلدین و اصحاب اُسکی توجیہات کرتے اور اُسکی تاویلات کرتے یہان تک کہ آخر اُسکے حالات اور سیر مین کتابین لکھی جاتین اور اُسکے معجزے اور کرامتین اور زہد اور پرہیزگاری کی حالتون مین دفتر کے دفتر سیاہ کیے جاتے اور جو کچھ جھوٹھ خرافات اُسمین ہوتا اُسکو اُسکے معتقدین اور مقلدین نصوص قرآنی کی طرح واجب الاذعان جانتے ہین اور خدا کی کتاب سول

سکے کلام کو چھوڑکر اُسی کو حرز جان بناتے اور ہر مسئلے اور ہر عقیدے کے لیے اپنی ان کتاب کو دیکھتے پس بجاے اسکے کہ جو کچھہ اُنکے حضرت نے فرمایا ہے اور جو کچھہ اُنکے پیر ومرشد نے ارشاد کیا ہے یا جو کچھہ اُنکے شیخ وبزرگ نے عمل کیا ہے اُسکو کتاب وسنت پر عرض کرتے اور خدا اور رسول کی کتاب کو معیار صحت بناتے اُن بدبختون نے برعکس اسکے ساری شریعت اور تمام مذہب کو اپنے ہی پیر ومرشد کی تالیفات اور اپنے حضرت کے ملفوظات ومکتوبات پر عرض کرنا شروع کیا پس جو کچھہ اُسکے مطابق پاتے اُسپر عمل کرتے ویسا ہی عقیدہ رکہتے جو کچھہ اُسکے برخلاف دیکھتے اُسے چھوڑدیتے اور کتاب وسنت کے امتحان کے لیے اُسی کو کسوٹی بناتے پس ایسی حالت مین جو کچھہ دین کی خرابی ہوسکتی ہے وہ ہوئی اور جو کچھہ شریعت مین ان باتون سے خلل پیدا ہوسکتا ہے ہوا ان چیزون نے یہان تک دلون پر اثر کیا کہ اسکے برخلاف کوئی کلمہ زبان پر لانا کفر کے کلمہ سے کم نہ سمجھا جاتا اور اُن باتون کا منکر خارق اجماع اور بدعتی اور فاسق ٹھہرتا پس کیا زمانے نے انقلاب پایا کہ کتاب وسنت کو لوگون نے پس پشت ڈالدیا اور اپنے اپنے بزرگون کے صحیفون کو سامنے کرلیا اور پھر جسنے کتاب وسنت کا نام لیا اور اُسپر چلنے کا قصد کیا وہ فعل اُسکا بدعت ٹھہرا اور جسنے اُن صحیفون کو واجب العمل جانا اور اُسپر عمل کیا وہ فعل اُسکا سنت قرار پایا ــ

فاصبح کل واحد منہم یعاجل حظہ مشغوفا فصار یری المعروف منکرا والمنکر معروفا

اس خرابی کا باعث ایک بہت ہی بڑا غلط خیال ہوا جسکو شیطان نے لوگون کے دلون مین ڈالا اور جسکو مقلدین نے عقل وایمان کی مدد سے نہ نکالا یعنی وہ لوگ جنکی باتون پر لوگون نے

عمل کیا نیک اور پاک تھے اور علم اور فقہ مین کامل تھے پس اُنکے مقلدین کے دل مین
یہہ خیال سمایا کہ پس جب ایسے نیک اور پاک اور امام اور عالم ایسا کہہ گئے ہین اور ایسا کرتے
رہے ہین تو ہم کہ نہ اُنکے سے نیک ہین نہ ویسا علم رکھتے ہین کیونکر اُسکے برخلاف چل سکتے
ہین حالانکہ وہ یہ نہ سمجھے کہ وہ گو نیک اور پاک تھے مگر معصوم نہ تھے اور گو وہ عالم اور فقیہ
تھے مگر علم لدنی کے عالم نہ تھے جبرئیل اُن پر نازل نہین ہوتے تھے خدا بے واسطہ اُنپر
وحی نکرتا تھا وہ بھی آخر اپنی سمجھہ بوجھہ ہی سے کام لیتے تھے اور اپنی قدرت اور طاقت ہی کے
موافق راہ حق پر چلتے تھے اُن سے غلطیون کا ہونا نہ صرف ممکن تھا بلکہ یقینی اُن سے
خطا ہونیکا نہ احتمال ہی احتمال تھا بلکہ ضروری تو پھر باوجود ایسی حالت کے اُنکی سب باتون کو
ماننا اور اُنکے کلام مین سے حق و باطل کو جدا نکرنا اور اُنکے اقوال و اعمال کے رطب و یابس مین تمیز
نہ دینا اور سب کو تلقی بالقبول کرنا حقیقت مین اُنکو صاحب شریعت اور اپنے آپ کو اُسپر ایمان
لانے والا بنانا ہے اگر یہہ غلط خیال دلونمین نہ سماتا تو کبھی تقلید کی ایسی جڑ مضبوط نہوتی اور
یہ خرابی پیدا نہوتی اور جس کسی کو خدا نے توفیق دی اور وہ تحقیق پر متوجہ ہوا اُسنے اول اسی
غلط خیال کو دل سے نکالا اور تحقیق کے درجے پر پہونچنے کے لیئے اول اُسی زینے پر
قدم رکھا چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی احیا کے شروع مین پہلے یہی لکھتے ہین کہ مین نے
اس کتاب کے لکھنے کا واسطے زندہ کرنے علوم دین کے ارادہ کیا ہے اور مین نے اپنا
عزم مصمم کرلیا ہے اور چونکہ وہ جانتے تھے کہ ایسی بات کو سنکر لوگ تعجب کرینگے اور مقلدین اور
جُہلا شور غل مچا دینگے اور ہمپر لعنت ملامت کرینگے اور تحقیق کو بدعت بتلا دینگے اور اسی تحقیق کو

خارق اجماع کہینگے اس لیے وہ اول ہی سے اُس متعجب اور ملامت کرنیوالے کی طرف متوجہ ہوکر کہتے ہین کہ انتدب لقطع تعجبك دائبًا ایھا العاذل لغالی فی العذل من بین زمرة الجاحدین المسرف فی التقریع والانکار من بین طبقات المنکرین الغافلین فلقد حل عن لسانی عقدة الصمت وطرقنی عهدة الکلام وقلادة النطق ما انت مثابر علیه من العمی عن جلیة الحق مع اللجاج فی نصرة الباطل وتحسین الجهل والتشغیب علی من اٰثر النزوع قلیلا عن مراسم الخلق ومال میلا یسیرا عن ملازمة الرسم الی العمل بمقتضی العلم طمعًا فی نیل ما یعبد ہ الله تعالی به من تزکیة النفس واصلاح القلب کہ اے ملامت کرنیوالے منکر مین تیرے تعجب کے قطع کرنے پر متوجہ ہوتا ہون اور اپنی زبان سے خاموشی کی گرہ کہولتا ہون اور جس بات پر تو اپنے اندھے پن سے جما ہوا ہے اور باطل کی مدد کر رہا ہے اور جہل کو اچھا سمجھ رہا ہے اُسکو رد کرتا ہون اور تیرے اُس زور شور اور غل مچانے کو نہین سُنتا جو تو اُس پر کرتا ہے جو کہ ذرا رسم و رواج کی پابندی سے نکلنا اور بہائی بندونکی رسمیات کو ترک کرکے خاص خدا کے لیے عمل کرنا چاہتا ہے —

جب امام غزالی اپنے وقت مین پابندی رسم و رواج پر ایسی داد بیداد کرتے ہین اور اُس سے نکلنے کو جہاد سمجھتے ہین تو وا ے برحال ہمارے زمانے کے کہ اب تو بات بھی زبان سے نکالنا دشوار ہے اور بہائیون کی رسمون مین سے کسی رسم کا چھوڑنا بھی مشکل نہین وہی باتین جو امام غزالی اور بڑے بڑے محققین کہہ گئے ہین اگر ہم اُنھین کو نقل کرین تو ابھی کافر

ہوتے ہین اور ساری برادری سے لکالے جاتے ہین خیال کرنیکا مقام ہے کہ دین کی بنا کس چیز پر تھی اور کس چیز پر آگیئی اور مذہب کی حقیقت کیا تھی اور اب اسکی کیا صورت ہوگیئی جب ہم کسی دوسرے دین پر افسوس کرتے ہین تو ہمارا سب سے زیادہ افسوس اسی بات پر ہوتا ہے کہ اُس دین کے لوگ اپنے اپنے بانی مذہب کی بات پر عمل نہین کرتے بلکہ بیچ کے واسطون اور عالمون کے قولون پر عمل کرتے ہین اور اپنی اصلی کتاب کو نہین دیکھتے بلکہ اپنے بیچ کی بنائی ہوئی کتابون پر چلتے ہین تو کیسے افسوس کی بات ہے کہ جب وہی خرابی ہم مین بھی موجود ہو اور وہی نقص ہمارے دین مین بھی پڑگیا ہو پس اگر ہم اپنے عیب کو نہ دیکھین اور اپنے دین و مذہب کو اس نقص سے پاک صاف نکرین تو ہمارا دوسرون پر طعنہ کرنا اور غیر دین والون کو بُرا کہنا عقل اور انصاف کے خلاف ہے۔

اس زمانے مین جب ہماری زبان سے کوئی بات خلاف کسی مشہور عالم یا نامی محدث کے نکلے تو ہمپر ملامت کے تیرون کی بوچھار ہوتی ہے اور ہمارا نام منکر علما اور دشمن فقہا مشہور ہوتا ہے کوئی یہ خیال نہین کرتا کہ ایک دو عالم کی مخالفت کا کیا ذکر ہے اگر سارے عالم کے علما سے مخالفت ہو لیکن ہمارا قول یا فعل کتاب و سنت کے موافق ہو تو ہم اُس ثواب کے مستحق ہین جو کہ کتاب و سنت پر عمل کرنے والے کو ہوسکتا ہے پس ہمکو ہمیشہ خدا و رسول کی مخالفت کا خیال رکھنا لازم ہے نہ علما فقہا کی مخالفت کا اور خدا کو قیامت کے دن اُسی کی مخالفت کا جواب دینا پڑیگا نہ زید و عمرو کی مخالفت کا۔

ہان یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ سارے علما اور کل فقہاے امت کا کسی ایسے امر پر

اجماع کرنا جو بالکل مخالف کتاب و سنت کے ہو غیر ممکن سا معلوم ہوتا ہے چنانچہ ہم اسکو تسلیم کرتے ہین اور جو کچھ ہمنے اوپر بیان کیا وہ صرف فرضی صورت ہے لیکن ہم ایک بات بھی ایسی زبان پر نہ لاوینگے جسکی مخالفت کل علما و فقہا سے ثابت ہو بلکہ وہی بات کہینگے جسکی سند اور محققین کے قولون سے ہوتی ہو مگر اس اصول کا ہمارے پاس کچھ جواب نہین ہے جسکو فقہا نے راجح اور مرجوح سے تعبیر کیا ہے یعنی جسکو بہت سے مولویون نے مانا وہ قول تو واجب العمل ہے اور جسکو چند محققین نے مانا وہ واجب الترک ہے گو وہ کیسا ہی عمدہ اور اچھا ہو چنانچہ اس امر کو ہم ایک علحدہ بحث مین بیان کرینگے۔

اصل یہ ہے کہ جب کسی امر کا دینی ہو یا دنیوی رسمًا کامل طور پر رواج ہو جاتا ہے اور سب یا اکثر آدمی پابند اُسکے ہو جاتے ہین تو درحقیقت اُس سے مخالفت کرنا نہایت ہی مشکل ہوتا ہے اور اُسکی تردید پر گو وہ امر نہایت ہی صحیح اور درست ہو ہر شخص آمادہ ہو جاتا ہے اور اُس مخالف کی دلائل کو گو وہ کیسی ہی سچی اور اچھی ہون نہایت ضعیف سندون سے ہر متنفس باطل کرنے پر مستعد ہوتا ہے۔

مثلاً ہم اگر تقلید کے التزام کو بُرا بتلاوین تو اول یہی اعتراض ہوگا کہ خلاف اجماع ہے جب اس قول کو بھی ہم رد کردین اور بڑے بڑے صوفیون اور محققون اور اماموں کی سند لاوین تو یہہ جواب ہوگا کہ فلان بزرگ تو صوفی تھے اُنکی باتون کو کون سمجھے اور فلان صاحب بڑے محقق تھے اُنکی سی تحقیقات کس کو نصیب ہو اور فلان شخص بڑے متورع اور پرہیزگار تھے اُنکا سا زہد کسے حاصل ہو اور سوا اے نامی گرامی لوگون کے اَور لوگ جو

رہ جاوین اُنکی نسبت یہ کہہ دیا جاوے کہ وہ بدعتی اور فاسق تھے ہمارے علماء نے اُنکے
کلام کو رد کردیا ہے پس صوفی تصوف کی برکت سے اور محققین تحقیق کے سبب سے اور زاہد
اور متورع اپنے زہد کے ذریعہ سے محفوظ رہے اور اُنکے اقوال پر عمل کرنا بسبب سنتون
کی مخالفت کے جائز نہ ٹھہرا پس اگر ہم ایسی حالت مین کتاب وسنت کو ہاتھ پر نہ اُٹھالین
اور اپنے دل سے ان سب باتون کو نکالکر خدا اور رسول کے کلام پر رجوع نہ کرین تو حقیقت
مین ہم دین کو شرم کے ہاتھ پر بیچنے والے اور خدا کو پابندی رسم ورواج کے سبب سے چھوڑنے
والے اور اپنے دل کو نور ایمان سے خالی کرنیوالے ہونگے اسی حالت کو دیکھکر امام
غزالی احیا مین فرماتے ہین کہ فلا یغرنك قول من یقول الفتوی عماد الشرع ولا
یعرف علله الا بعلم الخلاف وانما یشتغل به من یشتغل بطلب الصیت والجاہ
فکن من شیاطین الجن فی امان واحترز من شیاطین الانس فانہم اراحوا شیاطین
الجن من الناس فی الاغواء والاضلال یعنی مت مغرور ہو اس قول پر فقہا ر کا فتوے
شرع کا ستون ہے اور اُسکی علتون کا بغیر علم کلام کے جاننا دشوار ہے ایسی باتون پر وہی
متوجہ ہوگا جسکو دنیا کی عزت اور شہرت منظور ہوگی پس ایسے شیطانون کے ہوتے ہوئے
اصل شیطانون سے بیخوف ہو جاؤ اور اُنکا خوف نہ رکھو اس لیے کہ ان شیاطین الانس
نے اصل شیطانون کو سُلادیا ہے اور اُنکی خدمت اپنے ذمے لیکر لوگون کو گمراہ کرکے
اصل شیطانون کو چین دیدیا ہے کہ وہ تو سوتے ہین اور یہ اُنکا کام کرتے ہین اور مثل
اسی کے اور محققین نے بھی فرمایا ہے جیسا کہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں کہ فتنۃ ھذا الجدال والخلاف والتعمق قریبۃ من الفتنۃ الاولی حین تشاجروا فی الملک وانتصر کل رجل لصاحبہ فکما عاقبۃ تلک ملکا عضوضا فکذالک عاقبۃ ھذہ جہلا واختلاطا وشکوکا ووھما ما لہا من ارجاء منشات بعدھم قرون علی التقلید الصرف لا یمیزون الحق من الباطل ولا الجدل عن الاستنباط فالفقیہ یومئذ ھو الثرثار المتشدق الذی حفظ اقوال الفقہاء قویہا وضعیفہا من غیر تمیز والمحدث من عد الاحادیث صحیحہا وسقیمہا وھذا ھا کھذی الاسماء بقوۃ الحییۃ ولا اقول ذلک کلیا مطردا فان للہ طائفۃ من عبادہ لا یضرھم من خذلہم وھم حجۃ اللہ فی ارضہ وان قلوا ولم یات قرن بعد ذلک الا وھو اکثر فتنۃ واوفر تقلیدا واشد انتزاعا للامانۃ من صدور الرجال حتی اطمئنوا بترک الخوض فی امر الدین بان یقولوا انا وجدنا آباءنا علی امۃ وانا علی آثارھم مقتدون یعنی جو فتنہ علم جدل وکلام کے سبب سے علماء نے پیدا کیا اور جو فساد انکے تکلفات سے دین میں پھیلا وہ اس فتنے سے کم نہیں ہے جو کہ ملک و ریاست میں ہوا تھا جسطرح پر اس جھگڑے کا یہہ نتیجہ ہوا کہ بعد اسکے سلطنت ظلم و جبر کی قائم ہوئی ایسیطرح پر اس کلام و جدال کا یہ نتیجہ ہوا کہ جہالت اور شکوک اور توہمات کی ایسی زیادتی ہو گئی جسکی کوئی حد نہیں اور پھر تو ایسا زمانہ آگیا جس میں لوگ محض تقلید پر قانع ہو گئے اور حق کو باطل سے جدا نہ کر سکے فقیہہ وہ کہلانے لگا جو اقوال فقہا کو یاد کر کے بیہودہ بکے اور تکلف کی باتیں کرے محدث وہ ٹھہرنے

جوکہ احادیث صحیح اور غلط کو حفظ کرکے بے سمجھے بوجھے کہانیون کیطرح نقل کرے
اور سوائے چند شاذ آدمیون کے جو خاص خدا کے بندے تھے اور جو کسی کے
ذلیل کرنے سے ذلیل نہین ہوسکتے تھے بلکہ وہ خدا کی زمین مین اُسکی حجت تھے
سب کے سب ایسے ہی ہوگئے اور پھر جو زمانہ آتا گیا اُس مین فتنہ بڑہتا ہی گیا اور
تقلید کو زور شور ہی ہوتا گیا یہان تک کہ آخر کار معاملات دینی مین تحقیق کرنے کی عادت
ہی جاتی رہی اور بزرگون کی رسمون ہی پر دینداری رہ گئی۔

جوکہ مین اس مقام پر تقلید کے کمال اور تحقیق اور اجتہاد کے ترک ہونے کا حال
بیان کر رہا ہون اس لیے وہ تنزلات جو علم اور تحقیق نے اس تقلید کے سبب سے
پائے اسکو ایک بڑے فقیہ کے قول سے ثابت کرتا ہون۔

محقق ابن کمال باشا نے فقہا کے طبقات کو جس طرح پر ذکر کیا ہے اُسی مین
نقل کرتا ہون تا کہ ثابت ہو کہ تقلید مین بھی کتنے درجے اُس فقیہہ نے قائم کیے ہین
محقق موصوف نے فقہا کے ساتھہ طبقے بیان کیے ہین۔

پہلے طبقے کا نام[+] مجتہدین فی الشرع ہے جسکا کام ہے استخراج کرنا مسائل کا کتاب
وسنت سے اور قائم کرنا قواعد اور اصول کا واسطے استخراج مسائل کے۔

اس طبقے مین امام ابوحنیفہ اور امام شافعی اور امام مالک اور امام حنبل رضی اللہ
تعالی عنہم داخل ہین۔

دوسرے طبقے کو مجتہدین فی المذہب کہتے ہین اس طبقے مین وہ لوگ داخل ہین

+ شامی حاشیہ درمختار۔

جو مجتہدین فی الشرع کے بنائے ہوئے اصول اور قواعد کی تقلید کرتے ہین اور بتسلیم اُن قواعد اور اصول کے احکام اور مسائل کا استخراج کرتے ہین اور گو کہ اس طبقے کے لوگ مجتہدین فی الشرع سے بعض احکام فروعی مین مخالفت کرتے ہین مگر وہ جس مجتہد اور امام کے اصول پر چلتے ہین اُسی کے مذہب مین داخل سمجھے جاتے ہین اور معارضین فی المذہب سے علیحدہ سمجھے جاتے ہین مثلاً قاضی ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما اور دیگر یاران امام ابو حنیفہ اس طبقے کے لوگ ہین اس لیے کہ وہ اُنہین اصول سے جو امام ابو حنیفہ کے قائم کیے ہوے ہین استخراج مسائل کرتے ہین اور مثل امام شافعی وغیرہ کے اُن سے اصول مین مخالفت نہین کرتے مگر بلحاظ اصول مقررہ اُنکے احکام مین اُنسے مخالف ہو جاتے ہین۔

تیسرا طبقہ مجتہدین فی المسائل کہلایا جاتا ہے اس طبقے مین وہ لوگ داخل ہین جو اپنے امام کی کسی شے مین مخالفت نہین کرتے نہ اصول مین نہ فروع مین اُنکو استخراج مسائل کی قدرت نہین ہوتی مگر جن مسائل کو صاحب مذہب نے صاف بیان نہین کیا اُن کو اپنے امام کے مقرر کیے ہوے اصول اور قواعد کی پابندی سے استنباط کر سکتے ہین اس طبقے مین داخل ہین خصاف اور ابو جعفر طحاوی اور ابو الحسن کرخی اور شمس الائمہ حلوائی اور شمس الائمہ سرخسی اور فخر الاسلام بزدوی اور فخر الدین قاضی خان وغیرہ۔

چوتھا طبقہ اصحاب تخریج کہلایا جاتا ہے اس طبقے مین وہ مقلدین داخل ہین جو کسی قسم کے اجتہاد کی قدرت نہین رکھتے اصول اور قواعد کا بنانا اور مسائل کا استخراج کرنا اور پچھلے

طبقے سے مخالفت کرنا کیسا وہ کسی طرح پر اجتہاد کا نام ہی نہین لے سکتے مگر بسبب ضبط رکھنے اصول اور قواعد کے اُن کو یہ قدرت ہوتی ہے کہ وہ کسی قول مجمل ذوجہتین کی تفصیل اور کسی حکم مبہم محتمل امرین کی تشریح کردین مگر وہی قول اور وہی حکم جو کہ صاحب مذہب سے یا اُنکے اصحاب سے منقول ہو اور اس مین اُن کو اپنے امام کے اصول پر نظر رکھنا اور اُسی قسم کی دوسری فروع پر قیاس کرنا اور دیگر نظائر اور امثال کا خیال رکھنا ضروریات سے ہے اس طبقے مین امام رازی اور مثال اُنکے اور شخص داخل ہین اور جو ہدایہ مین لکھا ہے کہ کذا فی تخریج الکرخی وتخریج الرازی وہ اسی قبیل سے ہے۔

پانچوان طبقہ اصحاب ترجیح کہلایا جاتا ہے یہ وہ مقلدین ہین جو بعض روایات کو بعض پر ترجیح دیتے ہین مثل ابو الحسن قدوری اور صاحب ہدایہ وغیرہ کے جنکو اس کہنے کی قدرت ہے کہ ہذا اولی ہذا اصح ہذا اوفق للناس۔

چھٹا طبقہ اُن مقلدین کا ہے جو کہ قوی اور ضعیف کی تمیز مین قدرت رکھتے ہین اور اقوال مردودہ اور روایات ضعیفہ کی نقل نہین کرتے مثل صاحب کنز اور صاحب مختار اور صاحب وقایہ اور صاحب مجمع وغیرہ اہل متون کے۔

ساتوان طبقہ اُن مقلدین کا ہے جو اُسکی بھی قدرت نہین رکھتے اور موٹے دُبلے مین کچھہ تمیز نہین کرسکتے۔

اب جو شخص ان طبقات فقہا پر غور کرے وہ خود سوچ سکتا ہے کہ فقہ کی ابتدا کیا تھی اور انتہا کیا ہوئی زیادہ تشریح کی کچھہ حاجت نہین ہے اس بات پر خیال کرکے لوگون نے

تقلید کو اختیار کیا اور اجتہاد اور عمل بالحدیث سے ہاتھ اٹھا لیا کہ جب بڑے بڑے علماء
کہ جو امام اور شمس الائمہ کہلائے جاتے ہین اور بڑے بڑے مؤلف جنکی کتابون کے
پڑھنے سے لوگ عالم اور فقیہ ہو جاتے ہین چھٹے طبقے اور پانچوین طبقے مین پڑے
ہوے ہین تو پھر دوسرا کون ہے جو اجتہاد کر سکتا ہے یا کتاب و سنت سے مسائل کا
استخراج کر سکتا ہے اور اس امر کو کہ یہ قول ان کا صحیح ہے یا غلط ہم پیچھے بیان کرتے ہین
جو کہ ہمارے اس بیان سے اجتہاد کے خاتمے کا زمانہ اور تقلید محض پر عمل کرنے کا
حال بخوبی معلوم ہو گیا اس لیے اب ہم اس امر کو بیان کرتے ہین کہ باہم ائمہ کی مسائل
فقہی مین اختلاف کیون ہوا اگرچہ جو مختصر کیفیت بناے مذہب کی ہمنے اوپر بیان کی اس
سے سبب اختلاف کا بھی معلوم ہوتا ہے لیکن چونکہ اس اختلاف کو دیکھکر لوگون کو بہت سے
شبہات پیدا ہوتے ہین اور ایک دین اور ایک شریعت مین ایسی کثرت سے اختلاف ہونے پر
ہر شخص کو حیرت ہوتی ہے کوئی پوچھتا ہے کہ جب قرآن و حدیث پر سب کا عمل ہے تو پھر
کیا قرآن و حدیث مین باہم اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ جب تبع تابعین کے مذہب کی
بنا تابعین پر اور تابعین کی صحابہ پر ہے تو کیا صحابہ باہم مختلف تھے اگر تھے تو باوجود دیکھنے
ایک ہی نبی کو دیکھا اور ایک ہی پیغمبر سے دین کو لیا تو پھر آپس مین انکے اختلاف کیونکر ہوا
اور باوجود اس اختلاف کے جب لوگ یہ سنتے ہین کہ چارون مذہب حق ہین اور جو اختلاف
ان مین ہے وہ رحمت ہے تو اور بھی زیادہ تعجب ہوتا ہے اور دل مین اور بھی کچھ خیال
کر کے ہر شخص ساکت ہو جاتا ہے اس لیے ہم اس اختلاف کے اسباب کو ذرا تفصیل

کے ساتھ بیان کرتے ہین تاکہ لوگون کے دلون سے شبہات دور ہون اور وہ اس اختلاف فروعی کو اصول کا اختلاف سمجھکر دل ہین اپنے دین کی حقیت مین شک نہ کرنے لگین ۔

یہہ بات تو اوپر ہم لکھہ چکے ہین کہ تبع تابعین کے مذہب کی بنا تابعین پر اور اُنکی صحابہ پر ہے تو جو اختلاف باہم صحابہ کے ہوا وہی اختلاف تبع تابعین مین چلا آیا اور جب تبع تابعین نے مذہب کی بنیاد ڈالی تو اُنکے آپس مین بھی وہی اختلاف رہا اس لیے ہم اول صحابہ مین باہم اختلاف ہونے کا سبب بیان کرتے ہین ۔

پہلے اس امر کو ذہن نشین کرنا چاہیے کہ اختلاف جو مسلمانون مین بعد زمانہ نبوت کے ہوا وہ دو قسم کا ہے ایک اختلاف عقائد اور اصول مین دوسرے اختلاف مسائل اور فروع مین اختلاف عقائد اور اصول کا وہ ہے جو کسی اصول دین مین ہو مثل توحید اور نبوت اور معاد اور فرضیت روزہ اور نماز اور حج اور زکوۃ وغیرہ کے یا کسی عقیدے مین عقائد دین سے کے ہو مثل خلافت اور حقیت اجماع صحابہ اور وجوب محبت اہلبیت و اصحاب اور عدم تکفیر اہل قبلہ اور مرتکبان کبائر کی اور مثل اُسکے اور عقائد جنپر اعتقاد کرنا بنصوص صحیح ہی ضرور ہے پس جو شخص عقائد اور اصول مین مخالف ہے وہ بدعتی اور اہل سنت کے گروہ سے خارج ہے مثل معتزلہ اور قدریہ اور مرجیہ اور شعیہ اور خوارج کے اور نہ صحابہ مین اور نہ تابعین مین اور نہ تبع تابعین مین نہ کسی امام مین ائمہ اربعہ سے ایسا اختلاف ہوا بلکہ سب اصول اور عقائد مین متفق ہین اور ایک امر مین بھی ضروریات دین سے اور ایک عقیدے مین اعتقادات اہل سنت سے

باہم مختلف نہین ہین اسلیے چارون مذہب اہل سنت ہی کے کہلایے جاتے ہین۔

دوسرا اختلاف مسائل اور فروع مین مسائل اور فروع سے فقہ کے مسائل مراد ہین اوران مین چارون مذہب البتہ باہم مخالف ہین اور صحابہ بھی باہم مخالف تھے اس لیے اس اختلاف کے اسباب بیان کرتے ہین تاکہ معلوم ہو کہ صحابہ مین بعد زمانہ نبوت کے کیون اختلاف ہوا۔

مدار صحابہ کے اقوال اور افعال اور احکام اور مسائل کا قرآن وحدیث پر تھا اور چونکہ قرآن پیغمبر صاحب ہی کے سامنے جمع ہوگیا تھا اس لیے کسی ایسے مسئلے مین جو قرآن مین صاف موجود ہے باہم اختلاف نہین ہوا اور احادیث پیغمبر صاحب کے روبرو جمع نہوئی تہین اسلیے جن مسائل کا استخراج حدیث پر موقوف تھا اور رہے اُنہین مین اختلاف ہوا اور اُسکے کئی سبب ہین+۔

اول اختلاف سماعت یعنی ایک صحابی کا کسی حدیث یا حکم نبوی کو سننا اور دوسرے کا نہ سننا مثلاً پیغمبر صاحب نے کوئی حکم دیا یا کچھہ فرمایا یا کوئی فتوی دیا تو جو موجود تھا اُسنے سُنا اور دیکھا اُسنے تو اُسپر عمل کیا دوسرے صحابی نے اُسے نہ سُنا نہ دیکھا نہ جس صحابی نے سنا اور دیکھا تھا اُس سے اُس دوسرے صحابی کو روایت پہونچی تو اُس دوسرے صحابی نے جب ویسا ہی معاملہ پیش آیا تو اجتہاد کیا پس اگر اُس حدیث کے موافق ہوا تو دونون صحابی متفق ہوے اور اگر اجتہاد مین خطا ہوئی تو اُنمین اختلاف ہوا

+ دیکھو حجۃ اللہ البالغہ۔

دوسرے ترک اجتہاد یعنی صحابی کا اپنے اجتہاد سے پھر جانا مثلاً صحابی
نے کسی امر مین اجتہاد کیا اس سبب سے کہ کوئی حدیث اُس کو نہ پہونچی تھی اور پھر اُسکو کسی
سے وہ حدیث پہونچ گئی تو اُسنے اپنے اجتہاد کو ترک* کیا اور حدیث پر عمل کیا لیکن
جن لوگون نے پہلے اجتہاد کو صحابی کے سنا اور اُس سے رجوع کرنے کی خبر اُسے
نہ ملی اُسنے صحابی کے پہلے ہی قول پر عمل کیا ـ

تیسرے اشتباہ فی الحدیث یعنی حدیث کی صحت مین شک رہنا اور
اُسپر کسی صحابی کا عمل نکرنا یہ تو کوئی صحابی نہین کرسکتا تہا کہ باوجود صحت کسی حدیث کے
اسکو ترک کرتا اور اپنے اجتہاد پر عمل کرتا مگر جب راوی کسی حدیث کا ضعیف اور قابل
کامل اعتبار کے نہوتا تو صحابی اپنے اجتہاد پر قائم رہتے اور اُس حدیث کو صحیح نہ جانکر
اُسپر عمل نہ کرتے اور بعض حدیث کا نام سنتے ہی اُسپر عامل ہوجاتے اور اُسکے ضعف
اور قوت کو نہ دیکھتے ـ

چوتھے سمجھہ مین اختلاف ہونا یعنی چند صحابیون نے پیغمبر خدا کو
ایک کام کرتا ہوا دیکھا کسی نے اُسکو عبادت پر کسی نے اُسکو عادت پر کسی نے
اُسکو قربت پر کسی نے اُسکو اباحت پر محمول کیا اور اس سے باہم اختلاف ہوا ـ

پانچوین سہو و نسیان یعنی کسی صحابی نے گو خود پیغمبر صاحب سے کچھہ سُنا
یا کچھہ کرتے دیکھا مگر اُسے یاد نرہا اور بہول گیا ـ

---

* اور یہ بھی ممکن ہے کہ خود اُس اجتہاد مین کچھہ نقص پایا اور اُسکو چھوڑ دیا ـ

چھٹے اختلاف ضبط یعنی پیغمبر صاحب نے کسی امر مین کچھہ فرمایا یا حکم دیا
اور کوئی صحابی اُسکا مطلب اور ہی کچھہ سمجھا جیسا کہ حضرت عمر یا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہما سے مروی ہے کہ مُردے کو اُسکے گھر والون کے رونے سے عذاب ہوتا ہے
کہ اس حدیث کو سنکر حضرت عائشہ نے کہا کہ یہہ صحیح نہین ہے اور راوی نے غلطی کی
ہے بلکہ حقیقت اسکی یہہ ہے کہ پیغمبر صاحب ایک یہودیہ کے جنازے پر گذرے کہ اُسکے
گھر والے روتے تھے حضرت نے فرمایا کہ یہہ تو روتے ہین اور وہ قبر مین عذاب کیجاتی
ہے پس مطلب یہ تھا کہ یہ تو اُسکے لیے روتے ہین اور وہ اپنے عذاب مین مبتلا ہے نہ وہ مطلب
ہے جو راوی سمجھا اور جس سے عذاب کو رونے کا معلول سمجھہ کر ہر مُردے کی نسبت
اس حکم کو عام تصور کیا۔

ساتوین علت حکم مین اختلاف ہونا یعنی پیغمبر صاحب نے کوئی حکم دیا
یا کوئی کام کیا اور دیکھنے والون نے اپنے نزدیک اُسکی علت † اور وجہہ قائم کی اور اُس مین
اختلاف ہوا مثلاً پیغمبر صاحب ایک جنازے کو دیکھکر کھڑے ہوگئے تو کسی نے قیام
کی علت تعظیم ملائکہ خیال کی کسی نے ہول موت اُسکی علت سمجھی اور اپنی اپنی سمجھہ کے موافق
اُسکی تعمیم اور تخصیص پر راے قائم کی۔

آٹھوین دو مختلف حدیثون کے جمع کرنے مین اختلاف ہونا
جو کہ عادات اور مباحات اور سنن مین ایک ہی امر کی پابندی حضرت کو نہ تھی اور احکام مین بھی

† یہہ خرابی اس لیے پڑتی ہے کہ علت کا علت ہونا نص سے قرار نہین دیا بلکہ اپنی سمجھہ سے قرار دیا۔

تکمیل اور اصلاح مناسب ہوتی رہتی تھی اس لیے جو قول یا فعل یا حکم مختلف ہوتا اُسکے توافق مین صحابہ مین اختلاف ہوتا کوئی اباحت کو بسبب ضرورت کے اور نہی کو بوجہہ انقضاے ضرورت کے خیال کرتا کوئی ایک کو ناسخ اور دوسرے کو منسوخ سمجھتا اور جو صحابی صاحب فراست اور صاحب علم تھے وہ عادات کو عبادات سے اور سنن کو واجبات سے جدا کرتے اور ایک کو دوسرے مین نہ ملاتے اور جو اس مین تمیز نہ کرتے وہ سب کو عبادات اور واجبات ہی خیال کرکے اختلاف عادات کو اختلاف فی العبادت جانتے جو کہ ہم اختلاف مذاہب کا سبب بھی بیان کر چکے اس لیے ہم اُس فرق کو بیان کرتے ہین جو اجتہاد اور عمل بالحدیث مین ہے۔

عمل بالحدیث اور اجتہاد مین جو فرق ہے اُسکا بیان

بہت سے لوگ ایسے ہین کہ جن کو عمل بالحدیث اور اجتہاد مین فرق نہین معلوم ہوتا بلکہ جب وہ سنتے ہین کہ جو لوگ حدیث پر عمل کرتے ہین اور اصحاب حدیث کہلاے جاتے ہین اُن مسائل کو جنکی تصریح حدیث مین نہین ہے اپنے قیاس سے استخراج کرتے ہین اور جو لوگ اجتہاد کرتے ہین اور اصحاب الراے کہلاے جاتے ہین وہ بھی اُن مسائل مین جو تصریح کتاب و سنت مین موجود ہین اجتہاد نہین کرتے اور اُسی پر عمل کرتے ہین اور دونون کا ماخذ کتاب و سنت ہے اور دونون کو قیاس سے کام لینا پڑتا ہے تو یہہ دونون مین مابہ الامتیاز کیا ہے اسلیے دونومین جو فرق ہے اُس کو

مین بیان کرتا ہون —

اگلے زمانے مین یعنی تابعین اور تبع تابعین کے وقت مین دو قسم کے عالم تھے ایک تو وہ جو رائے اور قیاس سے بہت بچتے تھے اور فتوے اور استخراج سے بہت ڈرتے تھے اور سوائے اشد ضرورت کے استنباط کرنے کو پسند نہ کرتے تھے انکی ساری ہمت اس طرف مصروف رہتی تھی کہ احادیث نبوی کی روایت کرین اور جہانتک ہوسکے تمام احکام اور مسائل کو انہین سے ثابت کردین اور وہ اسی واسطے احادیث کے جمع کرنے مین بہت سی محنت کرتے تھے چنانچہ جب اُنھون نے احادیث کو جمع کرلیا اور ضعیف اور قوی کو علیحدہ کرلیا تو اُنھون نے کتاب و سنت ہی کو اصول استخراج مسائل کا ٹھہرایا اور اُسی کی تصحیح اور تنقیح کے لیے قواعد مقرر کیے تاکہ معلوم ہوجاوے کہ کونسی حدیث اصلی ہے اور کونسی بے اصل ہے —

پس اس طبقے کے لوگون کو جب ضرورت کسی مسئلے کی ہوتی تو وہ قرآن سے رجوع کرتے اگر اُس سے بصراحت نکل آتا تو پھر کسی اور طرف توجہ نکرتے اگر اُس سے معلوم نہوتا یا اُسمین اور احتمالات ہوتے تو وہ سنت پر رجوع کرتے اور جو کچھ حدیث مین پاتے اُسپر عمل کرتے اور حدیث پر عمل کرنے کے لیئے نہ وہ اسکا لحاظ کرتے کہ اور فقہا اسپر عمل کرتے ہین یا نہین اور سب لوگ اسپر چلتے ہین یا نہین اور مجتہدین کا اجتہاد اُسکے مطابق ہے یا نہین بلکہ وہ اسکی بھی پروا نہ کرتے کہ صحابہ اور تابعین نے بھی اسپر عمل کیا ہے یا نہین بلکہ اگر کوئی حدیث ایسی ہوتی کہ ایک ہی شہر کے لوگ اُس سے

واقف ہوتے یا ایک ہی گھر کے لوگ اُسپر عامل ہوتے ہیں وہ اپنے عمل کی سند کے لیے اُسے لے لیتے اور سواے اسکے کہ وہ حدیث کی صحت ثابت کرلیں اور کسی طرف توجہ نہ کرتے اور نہ کسی اصول و رکسی قاعدہ کی پابندی کرتے —

اگر حدیث سے اُسکا پتہ نہ چلتا تو وہ صحابہ اور تابعین کے اقوال پر نظر کرتے پس اگر اُس بات پر جمہور صحابہ اور تابعین کو متفق پاتے تو فبہا ورنہ بلا لحاظ کسی قوم اور کسی شہر اور کسی فرقے کے جسکو وہ اپنے نزدیک زیادہ عالم اور فقیہ اور متقی جانتے اُسکے قول کو اختیار کرتے —

اگر اس سے بھی مطلب نہ نکلتا یعنی اُس مسئلے کا اقوال صحابہ و تابعین سے حال معلوم نہوتا تو وہ قیاس کرتے مگر اُنکا قیاس منطقی قیاس کی مانند نہوتا تھا اور اُسکے لیے کچھ دقیق اصول اور مشکل قواعد کی پابندی نہ تھی بلکہ اُنکا قیاس یہہ تھا کہ وہ عمومات کتاب و سنت اور اُسکے اشارات اور مقتضیات پر تامل کرتے اور صرف اپنے یقین اور اطمینان قلبی پر لحاظ کرتے اُسکی علت نکال لیتے اور جسمین وہ علت پاتے اُسپر وہی حکم لگاتے اور اور مسائل کی نظیرین اور مثالین دیکھکر اپنا کام چلا لیتے —

یہہ طریقہ اُنکا ٹھیک ٹھیک اصحاب رسول کا سا تھا اور یہی قاعدہ استخراج مسائل کا صحابہ مین جاری تھا اور اُسکے ثبوت مین ہزارہا اقوال صحابہ کے موجود ہین جنمین سے کچھہ کچھہ ہم آیندہ بیان کرینگے —

غرضکہ اس طور پر مسائل کے استخراج کرنیوالے اصحاب حدیث کہلاے گئے اور چونکہ

وہ کسی اصول اور کسی قاعدہ کے پابند نہوے اس لیئے اُنکا قیاس بھی قیاس اور راے
مین داخل نہوا چنانچہ اسی گروہ مین سے ہوے ہین عبدالرحمن بن مہدی اور یحیی بن سعید
اور یزید بن ہارون اور عبدالرزاق اور مسدد اور ہناد اور امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ
اور فضل بن دکین اور علی مدنی وغیرہ کہ یہہ سب اصحاب حدیث مین داخل ہین —

اس بات کے سننے سے بھی لوگون کو تعجب ہوگا کہ اتنی حدیثین کہان سے ملی
ہونگی جن سے سب مسائل نکل آیے ہون اور بغیر اس قیاس اور راے کے جسے مجتہدین
نے اختیار کیا اُنکا کام چلا ہو لیکن اُنکا تعجب اس سے رفع ہو سکتا ہے کہ وہ اونکی کتابون کو
دیکھین اور جو کچھہ محنتین اُنہون نے احادیث کے جمع کرنے مین اپنے اوپر اٹھائین اُسپر
خیال کرین تا کہ اُنکو معلوم ہو کہ جن لوگون نے اس قاعدے پر فقہ کی تدوین کی ہے اُنکو کوئی
ایسا مسئلہ جسکو اگلے لوگون نے نکالا تھا یا اُنکے وقت مین مجتہدین نے قیاس سے
استخراج کیا تھا ایسا نہ ملا جس مین کوئی حدیث مرفوع یا متصل یا مرسل یا موقوف صحیح یا حسن یا
لائق اعتبار نہ ملی ہو یا خلفاے راشدین کے آثار اور فقہاے نامی کے اقوال سے اُسکا
ثبوت نہوتا ہو یا اُنکے عمومات اور اشارات سے اُسکا استنباط نہ ہو سکتا ہو بیشک اس مین یہہ
بڑی دقت تھی کہ بہت سی احادیث جمع کرنی پڑتین اور اُنکی تصحیح اور تنقیح کی محنت اُٹھانی پڑتی
اور اُنکے ناسخ او منسوخ کا لحاظ رہتا اور جو مختلف حدیثین ہوتین اُنکا اختلاف دور کرنا یا اُسکے
وجوہات کا دریافت کرنا پڑتا —

جو کوئی اصحاب حدیث کی فقہ کی تدوین پر غور کرتا ہے اُسکی آنکھون کے سامنے بہت

سی عجیب غریب باتین پہیر جاتی ہین اور اوسکے دلپر فنون احادیث پر تامل کرنے سے ایک اَور ہی قسم کی تاثیر ہوتی ہے —

افسوس ہے کہ جس مضمون کو ہمنے لکہنا شروع کیا ہے اُسکے لیے دفتر کے دفتر چاہئین اور اگر مختصر طور پر بہی کچہہ کچہہ ہم لکہین تو بھی ایک بڑی کتاب ہو جاوے اور ہم چند صفحون مین اُسے ختم کیا چاہتے ہین اس لیے بہت ہی مختصر طور پر اب ہم اُسکو بہی بیان کرتے ہین کہ اصحاب حدیث نے تدوین فقہ کے لیے کیا طریقہ اختیار کیا اور پہر اُنکے کتنے درجے اور طبقے ہوگئے + پس پہلا طبقہ اہل حدیث کا وہ ہوا جسنے احادیث کو جمع کیا اور فقہی مسائل کا اُسپر مدار رکہا اس طبقے کے لوگون کے نام اوپر ہم لکہہ چکے ہین پہر دوسرا طبقہ وہ ہوا جسنے حدیث کے دوسرے فن پر توجہ کی یعنی اُن حدیثون کو جنکی صحت پر بڑے بڑے اہل حدیث کا اجماع تہا علیحدہ کیا اور اُن حدیثون کو جو متعلق فقہ کے تہین جن پر شہرون کے فقیہہ اور قصبون کے عالم اپنا مذہب چلاتے تہے جدا کرکے ہر حدیث کو باعتبار اُسکے اقسام کے ترتیب دیا اس طبقے مین امام محمد اسمٰعیل بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور عبد بن حمید اور دارمی اور ابن ماجہ اور ابو العلی اور ترمذی اور نسائی اور دارقطنی وغیرہ داخل ہین —

تیسرے طبقے مین وہ لوگ داخل ہین جو بخاری اور مسلم کے پہلے تہے یا اُن کے زمانے مین یا اُنکے بعد ہوے اور جنہون نے مسانید اور جوامع اور مصنفات کو تالیف کیا اُنہون نے جو حدیث پائی اُسے جمع کر دیا نہ اُسکو چہانٹا نہ اُسمین اقسام حدیث کو بیان

[illegible] انشاءاللہ تعالیٰ چھپیگا

کیا نہ اُسکی کچھہ ترتیب ایسی کی کہ جسپر عمل آسانی سے ہو سکے اور پھر پیچھے بھی محدثین نے اُسکی صحت اور سقم پر چندان توجہ نکی چنانچہ اسی طبقے مین ابو علی اور طیالسی اور بیہقی اور عبدالرزاق اور ابی بکر ابن شیبہ اور عبد بن حمید اور طحاوی اور طبرانی ہین —

چوتھے طبقے مین وہ لوگ ہین جنہون نے بہت عرصے کے بعد حدیث کی کتابون کا لکھنا شروع کیا اور جو حدیثین پہلے اور دوسرے طبقے مین جمع نہوئین اور مسانید اور جوامع مین چُھپی ہوئی پڑی تہین یا اُن وعظون اور خوش گپ عالمون کو یاد تہین جو ضعفا مین داخل تہے اور جنکی حدیث کو محدثین محققین پایۂ اعتبار سے ساقط جانتے تہے اُنکو انہون نے جمع کر دیا اور آثار صحابہ اور تابعین کو اور احبار بنی اسرائیل کو اور کلام حکما اور وعاظ کو بھی اُس مین شامل کر دیا چنانچہ عمدہ حدیث اس طبقے کی وہ ہے جو کہ ضعیف محتمل ہو اور موضوعات کا تو کچہ ذکر ہی نہین ہے چنانچہ یہی طبقہ مادہ ابن جوزی کی کتاب موضوعات کا ہے —

پانچوین طبقے مین وہ لوگ داخل ہین جنہون نے اُن باتون کو جو فقیہون اور صوفیون اور مورخون کی زبانون پر تہین اور جنکی کچھہ اصل چارون طبقات مین نتھی لیکر حدیث مین داخل کر دیا اور انہین احادیث پر اہل بدعت اور معتزلہ وغیرہ نے سند کر کے اہل سنت پر اعتراضات کرنا شروع کیا اور بہت سے عالمون نے دہوکا کہایا خصوصاً اُن حدیثون مین جنکو ہوشیار دنیا طلب عالم نے قوی اسناد سے اُسمین داخل کر دیا اور جنکو کلام بلیغ اور فصیح کے پیرایے مین ادا کیا تو ان احادیث سے سوا بڑے محقق محدث کے ہر شخص

نے دہوکا پایا جیساکہ شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہین ومنھا مادسہ الماجن فی
دینہ العالم بلسانہ فاتی باسناد قوی لا یمکن الجرح فیہ وکلام بلیغ لایبعد
صدورہ عنہ صلے اللہ علیہ وسلم فاثار فی الاسلام مصیبۃ عظیمۃ لکن الجہابذۃ
من اہل الاحادیث یوردون مثل ذلک علی المتابعات والشواہد فتھتک
الاستار ویظہر العوار غرض کہ سوائے چوتہے اور پانچوین طبقے کے باقی طبقات اہل
حدیث کے ایسے ہین کہ ہر وقت اور ہر زمانے مین اُسپر عمل کرنے سے آدمی اہل حدیث ہوسکتا
ہے اور اپنی فقہ اور مسائل کا مدار طبقہ اولی اور ثانیہ کی کتابون پر کر سکتا ہے اور جو لوگ
ابتک اصحاب حدیث ہوے اور ہین اُنکا اسی پر عمل تھا اور ہے —
یہہ کیفیت جو باختصار ہمنے اہل حدیث کی بیان کی سمجھنے والے کے لیے اصحاب حدیث
کے طریق تدوین فقہ کے لیے کافی ہے اس لیے اب ہم مجتہدین اور اصحاب الراے
کے طریق اور اُنکے اصول کو بیان کرتے ہین —
اوپر ہم بیان کر چکے ہین کہ اگلے زمانے مین دو قسم کے لوگ تھے ایک وہ جو راے اور
قیاس سے بہت بچتے تھے اور فتوی استخراج سے بہت ڈرتے تھے اور حدیثون ہی
کو جمع کر کے اُنہین سے مسائل نکال لیتے تھے اور اس فرقے کو اصحاب حدیث کہتے
تھے چنانچہ اسکا حال اوپر مذکور ہو چکا —
دوسری قسم مین وہ لوگ داخل تھے جو کہ فتوے اور استخراج ہی کو دین سمجھتے تھے
اور راے اور قیاس سے مسائل کا استنباط کرنا ہی اچھا جانتے تھے اور فقہ کو دین

کی بنا کہتے تھے اور اُسکے پہیلانے ہی کو دین کا پہیلانا سمجھتے تھے اور احادیث نبوی
کا بہت لحاظ کرتے تھے اور اُسمین کمی بیشی ہوجانے سے بہت ڈرتے تھے اُنکا قول
تہا کہ ہم پیغمبر صاحب تک اپنے مسائل کا سلسلہ نہین پونہچاتے بلکہ اُنسے پیچھے ہی پر
ختم کر دینے کو پسند کرتے ہین تاکہ جو کچھہ نقصان یا زیادتی ہو وہ اُنہین لوگون کی گردن پر
رہے ہم مواخذے سے محفوظ رہین چنانچہ ابراہیم نخعی کا مقولہ تہا کہ قال عبداللہ و
قال علقمۃ احب الینا کہ یہہ کہنا مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے کہ کہا عبداللہ نے ایسا
اور کہا علقمہ نے ویسا پس ان لوگون کو جب ضرورت فقہ کی تدوین کی ہوئی تو اُنکے
پاس اتنی حدیثین پیغمبر کی اور آثار صحابہ کے نہ تھے جس سے وہ اپنے مسائل کو اُن سے
نکال سکین اور صرف اُنھین چند آسان اصول کی پابندی سے جنسے اہل حدیث احکام نکال
لیتے تھے اپنا کام چلا سکین اُنکے دلون نے اس بات کو بھی قبول یا پسند نکیا کہ وہ اپنے
اپنے شہرون کے علما اور فقہا کے قولون کے پابند نہ رہین اور اَور شہرون اور مقامون
کے فقہا اور علما کے اقوال کی تحقیق کر کے اُن سب کو ملا دین اور اُنسے بحث کر کے اپنا
کام نکالین بلکہ اُنھون نے اپنے آپ کو براہ کسر نفسی اس لائق نہ جانا اور اپنے امامون
اور اُستادون کو اعلی درجے پر پہونچا ہوا سمجھہ کر اَورونکی طرف رجوع کرنا یا اُنکے اقوال کو
تحقیق کرنا فعل عبث تصور کیا اور اپنی ہمت کو اپنے ہی شہرون کے علما اور اپنے
ہی اماموںکے اقوال پر قناعت کر لینے پر ختم کر دیا چنانچہ کسی نے کہا کہ عبداللہ سے
زیادہ کوئی محقق نہین ہے کسی نے کہا کہ علقمہ سے اچھا کوئی نہین ہے غرض کہ ایسے

لوگون کے پاس مادہ احادیث اور آثار کا بہت سا نہ تھا اور انکا علم چند شخصون ہی کے علم پر محدود تھا پس جب ایسے لوگون کو فقہ کی تدوین کی ضرورت ہوئی اور خدا نے انکو ذہن کی تیزی اور عقل کی چالاکی ایسی دی تھی کہ وہ اپنی فطانت اور فراست اور سرعت انتقال سے تخریج مسائل کی قدرت کامل رکھتے تھے اور چند ہی اصول سے وہ بے انتہا جزئیات نکال سکتے تھے تو اُنھون نے اپنے ہی اصحاب اور یارون اور اُستادون کے اقوال اور احادیث کو مدار فقہ کا بنایا اور اُسی تھوڑے سے سرمایے سے فقہ کی دولت کو بڑہانا چاہا تو اُنھون نے فقہ کو تخریج کے قاعدے پر ترتیب دیا اور ہزارون احادیث کے یاد کرنے اور خیال رکھنے سے اپنے تئین بچایا۔

تخریج کا قاعدہ کیا تھا۔ یہہ تھا کہ اُنھون نے اپنے اُستاد یا امام جسکو وہ قابل استناد سمجھے اُسکی کتاب اور اقوال کو پیش نظر رکھا اور مسائل کو اُنھین سے استخراج کرنا شروع کیا اگر کوئی مسئلہ اُس مین تصریح ہوتا تو خیر ورنہ اُنکے کلام کے عموم پر لحاظ کرتے اور اُسی صورت پر اُس مسئلے کو نکال لیتے یا اُنکے کلام کے اشارات ضمنی پر خیال کرتے اور اُس سے استنباط کرتے پس اُنکے کلام کے یا اشارات اور مقتضیات ایسے ہوتے کہ اُس سے مطلب نکل آتا یا اُن مین ایسے مسائل بتصریح مذکور ہوتے کہ مثل اُسکے اور مسائل اُسی نظیر کے اُسپر محمول کر لیے جاتے اگر اُسنے بہی کام نہ چلتا تو اُنکے کہولے ہوے حکمونکی علت دریافت کرتے اور جن مسائل کی اُنھون نے تصریح نکی تہی اُسی علت کے اتحاد سے اُسپر حکم قائم کر لیتے یا اُنکے بعض کلام ایسے ہوئے تہے کہ اگر دو کو ملا دین تو بموجب قیاس اقترانی یا شرطی کے

نتیجہ نکل آتا اور اُس سے مسئلہ معلوم ہوجاتا یا اُنکے کلام ایسے ہوتے کہ جنکا مطلب شاذ و نادر ہی مین مذکور ہوتا اور کوئی حد جامع مانع اُسکی نہوتی تو ایسے کلام کی تحقیق کے لیے اہل زبان کی طرف رجوع کرنا پڑتا اور تحصیل ذاتیات اور ترتیب مقدمات اور ضبط مہمات اور تمیز مشکلات کے لیے تکلفات علمی کرنا پڑتے یا انکا کلام دو وجہون کا محتمل ہوتا تو ایک کی دوسرے پر ترجیح کرتے یا ایسا ہوتا کہ جسکی دلائل پوشیدہ ہوتین اُسکو صاف بیان کرتے یہان تک کہ ایسی تخریج کرنے والون مین سے بعضے ایسے ہوے ہین کہ جنھون نے اپنے امامون ہی کے فعل اور سکوت سے مسائل مین استدلال کیا ہے اسیواسطے اُنکی کتابین ایسے لفظون سے بھری ہین جنسے ہمارے اس قول کی تصدیق ہوتی ہے مثلاً القول المخرج لفلان کذا ویقال علی مذہب فلان او علی اصل فلان او علی قول فلان جواب المسئلۃ کذا وکذا پس جس طرح پر اصحاب حدیث اپنے مسئلون کو احادیث ہی سے نکالنا پسند کرتے تھے اسی طرح پر اصحاب تخریج اپنے مسائل کو اپنے ہی ائمہ کے اقوال سے نکالتے تھے اور چونکہ اصحاب حدیث کی نظر بہت سی حدیثون پر تھی اور اُنکو اکثر سب مسائل مین احادیث نبوی یا آثار صحابہ سے کوئی حدیث یا اثر مل جاتے تھے اسلیے اُنکو استخراج اور استنباط کے اصول اور قواعد بناتے اور راے اور عقل سے کام لینے کی نوبت نہ آئی اور اصحاب تخریج چونکہ اپنے ہی ائمہ کے اقوال پر قناعت کرتے تھے اور اُسی سے سارے مسئلے نکالنا چاہتے تھے اسلیے اُنکو اُس استخراج اور استنباط کے دقیق دقیق اصول اور باریک باریک قاعدے بنانے پڑے اور اُن مین راے اور عقل سے کام لینا پڑا۔

پس شروع زمانے مین تو اصحاب تخریج بہی احادیث پر سند کرتے تہے گو وہ حدیثین ہی ہون جو اُنکے اُستادون اور پیشواؤن سے اُنہین پہونچی تہین اور اُسوقت مین وہ باریکیان جو تیچھے کرکے نکلین نہ نکلی تہین لیکن تیچھے کرکے تو اصحاب تخریج نے قیامت ہی برپا کردی اور فقہ کو یونانی حکمت اور فلسفہ کا ہمسر بنا دیا لفظون سے معنی کا نکالنا اور عبارت سے مقصد سمجہنا بغیر اُنکے اصول مقررہ کے غیر ممکن ہو گیا بلکہ الفاظ بیک طرف حرفونکی تبدیل سے مطلب مین فرق آنے لگا (ف) اور (و) پر استدلال اور کلمے کی تقدیم اور تاخیر سے مطلب اُور کا اور ہونے لگا اور پہر جسقدر زمانہ بڑہتا گیا اور نبوت کا عہد دور اور فلسفہ اور معقولات کا مسلمانون مین رواج ہوتا گیا اُسی قدر راے اور قیاس کو زیادہ دخل ہوا اور منقولات مین معقولات کا ایسا خلط ہو گیا کہ بغیر منطق کے قواعد سیکہنے اور فلسفہ کے پڑہنے کے فقہ کی کتابون کا سمجہنا مشکل ہو گیا چنانچہ ابتک ہمارے آپس مین مشہور ہے کہ بغیر منطق مین کامل استعداد رکہنے کے کوئی ہدایہ سمجہہ ہی نہین سکتا اور بلا واقف ہونے محاورات جدیدہ جدلیہ کے کوئی مبسوط سرخسی اور تبیین کا مطلب دریافت نہین کرسکتا پس حقیقت مین اصحاب الراے وہی ہین جو احادیث اور آثار کا تتبع نہین کرتے اور متقدمین مین سے کسی کے اصول پر مسائل کی تخریج کرتے ہین اور نظیر کو نظیر ہی پر محمول کرتے ہین اور یہہ مطلب اہل راے سے نہین ہے کہ جو سمجہہ اور عقل کو دخل دیتے ہین اور قیاس اور استنباط سے کام لیتے ہین اس لیئے کہ اگر راے سے مراد نفس فہم اور عقل ہو تو کوئی اہل حدیث نہو اور سب کے سب صاحب الراے کہلاے جاوین

حالانکہ ایسا نہین ہے امام احمد حنبل اور اسحاق بن راہویہ بلکہ امام شافعی بہی اصحاب الرائے سے خارج اور اہل حدیث مین داخل سمجھے جاتے ہین لیکن آخر وہ بہی استنباط کرتے تھے اور قیاس سے کام لیتے تھے۔

غرض کہ مابہ الامتیاز دونون مین یہ ہے کہ جو کتاب و سنت کو بلا پابندی کسی شخص کے اصول کے پیش نظر رکھکر اُن سے مسائل کو لے یا استنباط کرے وہ اہل حدیث ہے اور جو کتاب و سنت کے علم کو پہلون ہی پر ختم سمجھے اور کسی شخص یا کسی فرقے کے اصول اور کلام ہی پر مدار فقہ کار کہے اور اُسی کے مقرر کیے ہوے اصول اور بتلایے ہوے قاعدون پر استخراج کرے وہ صاحب الرّأے ہے۔

جھگڑے تقلید اور عمل بالحدیث پر ایک مقلد اور غیر مقلد کا مباحثہ

مقلد سائل حضرت حنفی ہین کہ شافعی۔

غیر مقلد مجیب مین محمدی ہون نہ حنفی نہ شافعی اس لیے کہ مین جس پیغمبر پر ایمان لایا اور جسکی نبوت کا معتقد ہوا اُسی سے اپنے آپ کو منسوب کرتا ہون۔

مقلد۔ معلوم ہوا کہ آپ غیر مقلد ہین اور تقلید کو آپ واجب نہین جانتے ہین۔

غیر مقلد۔ بلاشک مین تقلید کو واجب نہین جانتا اس لیے کہ نہ خدا کی کتاب سے اُسکا وجوب ثابت ہوتا ہے نہ رسول خدا کی کسی حدیث سے۔

مقلد۔ تقلید کا وجوب اجماع سے ثابت ہے اور اجماع کا اتباع واجب ہے اور

اُسکا منکر کافر ہے۔

غیر مقلد۔ اجماع کی تعریف کیا ہے۔

مقلد۔ الاجماع هو فی اللغة الاتفاق وفی الشریعة اتفاق مجتهدین صالحین من اُمة محمد علیه الصلوٰة والسلام فی عصر واحد علی امر قولی و فعلی یعنی لغت مین تو اسکے معنی ہین اتفاق کے اور شریعت کی اصطلاح مین اتفاق کرنا نیک اور صلاحیت رکھنے والے مجتہدین کا امت محمدی سے کسی ایک زمانے مین اوپر کسی امر قولی یا فعلی کے۔

غیر مقلد۔ مجتہدین اور صالحین کے قیود کی وجہہ بیان کیجیے۔

مقلد۔ المراد بالمجتهدین جمیع المجتهدین الکائنین فی عصر من الاعصار واحترز به عن اتفاق المقلدین واحترز بقوله صالحین عن اتفاق مجتهدین ذوی هوی وفاسقین (حاشیه نور الانوار) وقید بالمجتهدین اذ لا عبرة باتفاق العوام وعرف بلام الاستغراق احترازا عن اتفاق بعض مجتهدی عصر (تلویح) واهل الاجماع من کان مجتهداً صالحاً لما یستغنی عن البدع (نور الانوار) اسی سے معلوم ہوا کہ تمام اُن مجتہدین کا اتفاق ضرور ہے جو کہ نیک ہون اور صلاحیت راے دینے کی رکہتے ہون اور فاسق اور بدعتی نہون۔

غیر مقلد۔ اب آپ ہی انصاف فرمایئے کہ بعد ائمہ اربعہ کے کتنے مجتہدین صالحین کا اجماع تقلید کے وجوب پر ہوا ہے اول تو تقلید کی بدولت کسی پر مجتہد کا اطلاق آپ

کر ہی نہیں سکتے دوسرے جو مجتہد ہوے ہیں وہ تقلید کے عدم وجوب کے معتقد رہے ہیں خیراب یہ فرمایئے کہ اجتہاد کی تعریف کیا ہے اور مجتہد ہونیکے لیے کیا شرط ہے۔

مقلد۔ والاجتہاد ھو فی اللغۃ تحمل الجھد الی المشقۃ وفی الاصطلاح استفراغ الفقیہ الوسع لتحصیل ظن بحکم شرعی ومعنی استفراغ الوسع بذل تمام الطاقۃ بحیث یحس من نفسہ العجز عن المزید علیہ وشرط الاجتہاد ان یجمع العلم بامور ثلثۃ الاول الکتاب والمراد بالکتاب قدر مایتعلق بمعرفۃ الاحکام الثانی السنۃ قدر مایتعلق بالاحکام ووجوہ القیاس بشرائطھا واقسامھا واحکامھا (تلویح) پس جو شخص کتاب اور سنت کو جسقدر کہ متعلق احکام کے ہو اور وجوہ قیاس کو جانے وہ مجتہد ہے۔

غیر مقلد۔ اگر کسی بات پر ایک زمانے کے مجتہدین نے اجماع کیا ہو اور دوسرے زمانے کے مجتہدین کا اجماع برخلاف اُسکے ہو تو دوسرا اجماع بھی واجب الاتباع ہے یا نہیں۔

مقلد۔ قیل یشترط للاجماع اللاحق عدم الاختلاف السابق عند ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ ولیس کذلک فی الصحیح بل الصحیح انہ ینعقد عند اجماع متاخرین یرتفع الخلاف السابق من الاجماع اللاحق (نور الانوار) قولہ انہ ینعقد عندہ ای عند الامام الاعظم اجماع متاخر اذ المعتبر انما ھو اتفاق مجتہدی العصر سواء تقدم الخلاف ولا والدلائل الدالۃ علی حجۃ الاجماع لیست بتقیید

العدم الاختلاف للسابق قوله ویرتفع الخلاف السابق لان دلیل السابقین المخالفین لم یبق دلیلاً یعتد به بعد ما انعقد الاجماع علی خلافه کما اذا نزل نص بعد العمل بالقیاس (حاشیہ نور الانوار) یعنی دوسرا اجماع خلاف اجماع سابق کے جائز ہے اور پہلا اجماع مرتفع ہوکر دوسرے اجماع کا اتباع واجب ہے اس لیے کہ دوسرے اجماع نے پہلے اجماع کو ایسا باطل کر دیا جس طرح کہ نص کے مل جانے سے قیاس کا حکم باطل ہو جاتا ہے۔

غیر مقلد۔ حضرت نسخ مین اور اس مین کچھ فرق ہے ولا نسخ بعد انقطاع الوحی۔

مقلد۔ اجیب بجوازہ فیما یثبت بالاجتہاد علی معنی انه لما انتہی ذلك الحکم فانتہاء المصلحة وفق الله المجتہدین للاتفاق علی القول الآخر ورفع الخلاف وان لم یعرفوا مدة الحکم وتبدل المصلحة (تلویح) کہ ایسا نسخ ان معنی کر کے جائز ہے کہ وہ حکم بسبب نرہنے مصلحت کے تمام ہوگیا تب خدا نے دوسرے زمانے کے مجتہدین کو دوسرے قول پر متفق کر دیا گو وہ مدت حکم کی اور مصلحت کی تبدیل کے سر سے واقف نہون لیکن الامة اذا اختلفوا فی مسئلة فی ای عصر کان علی اقوال کان اجماعاً منہم علی ان ما عداها باطل ولا یجوز لاحد بعدہم احداث قول آخر وقیل ہذا فی الصحابة خاصة وہذا یسمی اجماعاً مرکبا (نور الانوار) یس جب کسی مسئلے مین کسی زمانے کے لوگون مین اختلاف ہو چکا ہو تو ان قولون کے سوا تیسرا قول باطل ہے اور پھر بعد انکے آنے والے لوگون کو نئی بات کا نکالنا جائز نہین ہے

اور بعضون نے یہہ کہا ہے کہ یہہ مخصوص ساتھہ صحابہ کے ہے۔

غیر مقلد۔ اس اصول کے قائم کرنے سے غرض حضرات فقہا کی یہی ہے کہ انحصار مذاہب کا انہین چار مین ہو جاوے لیکن اگر اختلاف سے مراد ایک ہی زمانے کا اختلاف ہے تو وہ ان مذاہب مین بھی موجود ہی کہ امام مالک اور امام ابو حنیفہ دونون ہمعصر تھے اور باہم مخالف اور اگر ایک زمانے کے اختلاف کی خصوصیت نہین ہے پس کیونکر ہمارا اختلاف معتبر نہوگا جس طرح کہ امام شافعی اور احمد حنبل کا اختلاف معتبر ہوا + اور موافق اصول ما عدا باطل کے باطل نہ ٹھہرا۔

مقلد۔ الجواب عنہ صعب (نور الانوار) بیشک یہ ذرا مشکل بات ہے الا ان یقال لا اختلاف المعتبر ھو الذی فی زمان واحد والشافعی وغیرہ اذا قالوا قولا انما یقولان اذا جری بہ رای ابی یوسف ومحمد مع ابی حنیفۃ او کان اختلاف بین الصحابۃ فاخذ ابو حنیفۃ رحمۃ اللہ بقول صحابی ومالک والشافعی بقول صحابی اٰخر (تفسیر احمدی) پس اختلاف معتبر وہی ہے جو ایک زمانے مین ہوا اور اس سے مذہب شافعی وغیرہ کا باطل نہین ہوتا اس لیے کہ جو جو انھون نے اختلاف کیا ہے یا تو وہی ہے جس مین پہلے سے امام ابو حنیفہ کے شاگرد اُن سے مخالف تھے یا وہ اختلاف صحابہ مین پہلے ہی ہو چکا تھا۔

غیر مقلد۔ خدا کے لیے انصاف کرو کہ یہہ کیسی بارد دلیل ہے اور اُسکا بیان کرنا عقلا کی شان سے کیسا بعید ہے کہ ایک زمانے کا اجماع دوسرے زمانے کے

+ یہ تقریر نور الانوار کی ہے

اجماع کو منسوخ کر دے اور وہ لطف الٰہی سمجھا جاوے اور ایک زمانے کے دو مختلف قولون کے بعد دوسرے زمانے مین تیسرے قول کا نکالنا جائز ہی نہو بلکہ باطل ٹھہرے

مقلد - کیا آپ اجماع کے منکر ہین -

غیر مقلد - اجماع کی دو صورتین ہین ایک یہہ کہ مستند اُسکا کتاب و سنت ہو دوسرے یہہ کہ فقط علما اور فقہا کا اتفاق ہی اتفاق ہو خواہ کسی ضرورت سے خواہ کسی مصلحت سے پہلی صورت کا اجماع واجب الاتباع ہے اور در حقیقت وہ کتاب و سنت کا اتباع ہے اور دوسری قسم کا اتباع نہایت ہی بُرا ہے -

مقلد - ہماری غرض بھی اجماع سے پہلا ہی اجماع ہے لیکن یہہ ضرور نہین ہے کہ ہم ہر اجماع کی نسبت ثابت کر سکین کہ مستند اُسکا کتاب و سنت ہے مگر چونکہ بے ایسے استناد کے علما کا اجماع کرنا محال ہے اس لیے ہر اجماع کو پہلی ہی قسم کا اجماع سمجھنا چاہیے -

غیر مقلد - یہی آپ کی غلطی ہے -

مقلد - دلیل اس غلطی کی بیان کیجیے -

غیر مقلد - سُنیے خدا فرماتا ہے کہ اذا قیل لھم اٰمنوا بما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اباءنا کہ جب اُنسے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ تو وہ یہی کہتے ہین کہ ہم اُسی کی پیروی کرتے ہین جو اپنے باپ دادون کو پایا پس وہ بھی اپنے بزرگون کے اجماع کو ایسے ہی خیال سے واجب الاتباع جانتے تھے -

دوسری آیت مین خدا فرماتا ہے کہ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللّٰہ
کہ یہودیون وعیسائیون نے اپنے احبار اور رہبانون کو اپنا رب ٹھہرالیا ہے حالانکہ
نہ کوئی یہودی نہ کوئی عیسائی کسی رہبان کو رب کہتا تھا بلکہ انکی نسبت ایسا خوش عقیدہ
رکھتے تھے کہ جو وہ حلال کہہ دیتے اُسکو حلال جانتے جو وہ حرام کہہ دیتے اُسکو
حرام سمجھتے تھے۔

اگر خدا کی کتاب پر اطمینان نہو تو فقہا اور علما کے اقوال سنیے قال الشعبی ما حدثوک
ھؤلاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخذ بہ وما قالوہ برائہم فالقہ فی
الحشیش (ازالۃ الخفا) کہ جو لوگ پیغمبر خدا کی طرف سے کہین اُسے تو لے لو اور جو اپنی
رائے سے کہین اُسے پاخانے مین ڈال دو۔

عن عبد اللہ ابن عباس وعطاؤ مجاھد ومالک بن انس رضی اللہ عنہم
انہم کانوا یقولون ما من احد الا وھو ماخوذ من کلامہ ومردود علیہ الا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ ابن عباس اور عطا اور مجاہد اور مالک
ابن انس ان سب کا یہ قول تھا کہ کوئی شخص نہین ہے مگر اُس کا کلام لیا جا سکتا ہے اور
ترک بھی ہو سکتا ہے سوائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

قال بعض السلف ماجاءنا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبلناہ
علی الراس والعین وماجاءنا عن الصحابۃ رضی اللہ عنہم فناخذ منہ ونترک
وماجاءنا عن التابعین فہم رجال ونحن رجال کہ جو کچھ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے

+ دیکھو ترمذی شریف۔

وہ تو ہمارے سر پر اور ہماری آنکھون پر اور جو کچھہ صحابہ نے کہا اور کیا ہے اُس سے ہم لیتے بھی ہین اور چھوڑتے بھی ہین اور جو کچھہ تابعین نے کہا اور کیا ہے تو وہ بھی آدمی تھے اور ہم بھی آدمی ہین ومنہا ان یکون اعتمادہ فی علومہ علی بصیرتہ وادراکہ لصفاء قلبہ لا علی الصحف والکتب و لا علی تقلید ما یسمعہ من غیرہ وانما المقلد صاحب الشرع صلوات اللہ علیہ وسلامہ ومن انکشف عن قلبہ الغطاء واستنار بنور الھدایۃ صار فی نفسہ متبوعًا مقلدا فلا ینبغی ان یقلد غیرہ کہ عالم کی صفات مین سے ایک یہہ ہے کہ وہ اپنے علوم مین اپنی بصیرت اور ادراک پر زیادہ بھروسہ کرے نہ صحیفون اور کتابون پر اور نہ دوسرے کی تقلید پر کیونکہ وہ شخص جسکی تقلید ضرور ہے صرف صاحب شریعت ہے پس جو شخص نور ہدایت سے اپنے دل کو روشن کریگا وہ خود متبوع ہوگا نہ کہ مقلد تو کیونکر دوسرونکی تقلید کرنا زیبا ہوگا۔

ومنہا ان یکون شدید التوقی من محدثات الامور وان اتفق علیہ الجمہور فلا یغرنہ اطباق الخلق علی ما احدث بعد الصحابۃ رضی اللہ عنہم (احیاء العلوم) یعنی ہمیشہ محدثات امور سے بچتا رہے گو سب کے سب اُسپر متفق ہون اور ہرگز اجماع خلائق پر بعد صحابہ کے فریفتہ نہو اس لیے کہ یہہ بڑا دہوکا ہے فان الناس اثروا فیما ھم فیہ لمیل طباعھم الیہ ولم تسمح نفوسھم بالاعتراف بان ذلک سبب الحرمان من الجنۃ فادعوا انہ لا سبیل الی الجنۃ سواہ غرض کہ یہہ قول اور مثل

اسکے ہزار قول اور ہین جنسے برائی اُس اجماع کی ثابت ہوتی ہی جسکا مستند کتاب و سنت نہو

مقلد۔ وجوب تقلید پر جو اجماع ہے وہ پہلی ہی قسم کا ہے کہ اُسکا مستند کتاب وسنت ہے۔

یہہ آپ کی غلطی ہے تقلید پر جو اجماع ہے وہ وہ اجماع نہین ہے جسکا مستند کتاب وسنت ہو۔

مقلد۔ اسکو ثابت کیجیے۔

غیر مقلد۔ سُنیے اجماع کو جو اہل اصول نے مثل کتاب وسنت کے شرعی حجت قرار دیا ہے اُسپر غور کرنا ضرور ہے کہ سبب اُسکا کیا ہے پس اگر یہہ کہا جاوے کہ فقط امت کا جمع ہوجانا اور سب لوگونکا ایک بات پر اتفاق کرلینا ہی حجت شرعی مثل قرآن و حدیث کے ہے تو عقل سلیم اسکو قبول نکریگی کہ اُن لوگونکی راے جو کہ غیر معصوم ہین صرف اتفاق کے سبب سے ایک معصوم کے قول یا خدا کے کلام کی نہ صرف برابر ہوجاوے بلکہ اُسکو منسوخ کردے جیسا کہ صاحب دراساۃ اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب اپنی کتاب کی دراست ثامنہ مین لکھتے ہین ان نفس الاجماع عبارۃ عن اٰراء مجتمعۃ من علماء عصر واحد واٰراء الرجال لیست من نسخ کلام المعصوم فی شیئی ولیس فے نفس اجماع الامتہ بمجردہ عندی ما یوجب القطع یعنی اجماع عبارت ہے کسی زمانے کے علماء کی رایون کے جمع ہونے سے اور آدمیون کی رایون کو ایسی قوت نہین ہوسکتی کہ وہ کسی بات کو معصوم کی منسوخ کردے پس میرے نزدیک فقط امت کا

اجماع دلائل ناطقہ مین سے نہین ہے پس جب اس قسم کا اجماع یعنی فقط اتفاق کرلینا ہے لوگون کا قابل حجت نہ ٹھہرا تو ضرور ہوا کہ اُس اجماع کی کوئی سند کتاب و سنت سے ہووے یعنی کسی آیت یا کسی حدیث کے سبب سے اس اجماع کا ہونا پایا جاوے پس ایسے حال مین درحقیقت کتاب و سنت حجت شرعی ٹھہرے نہ نفس اجماع بلکہ اجماع صرف اُسکے مطلب اور مراد کا ظاہر کرنے والا ٹھہرا اور چونکہ ثبوت اجماع کے لیے ضرور ہے کہ تمام حافظان حدیث اور مشائخ اور مجتہدین زمانے کے اُس مین داخل ہون اور اُن سب کا اتفاق ہو تو ایسی حالت مین امت محمدی کا ضلالت پر اجماع کرنا+ محال ہے اس لیے کہ قطع نظر نقل کے عقل سلیم بھی قبول نہین کرتی کہ سارے علما اور فقہا اور محدث ایسی بات پر اجماع کرین جو کہ کتاب و سنت کے مخالف ہو لیکن ایسا اجماع جسکا مستند کتاب و سنت ہو اور جسمین تمام محدثین اور فقہا داخل ہون نسبت تقلید کے نہین ہے کہ اُسکو ہم ثابت کرتے ہین چند دلیلون سے ـ

اولاً ـ خدا کی کتاب سے پہلی آیت اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء ـ

دوسری آیت فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ

+ اجماع کے معنی اتفاقیہ جمع ہو جانا لوگون کا کسی بات پر نہین ہے یعنی اگر کوئی بات ایسی ہو کہ اُسکو سب لوگ بغیر غور وفکر کے کیسے یا کرتے چلے آتے ہون تو اُسپر اطلاق اجماع کا نہین ہو سکتا بلکہ اجماع کے لیے ضرور ہے کہ اُسپر بحث و تکرار ہوئی ہو اور دلائل موافق و مخالف بحث مین آئے ہون اور بعد تمام مباحثے کے کسی امر پر اجماع ہو گیا ہو پس اگر بعد اُس اجماع کے کوئی ایسی دلیل مخالف برآمد ہو جو اس اجماع مین مباحثے مین نہین آئی تھی تو وہ اجماع حجت نہین رہتا ـ

اولئك الذین ھداھم اللہ واولئک ھم اولوالالباب۔

تیسری آیت فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر۔

ابن حزم جسکے کلام کو شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ مین نقل کیا ہے یہی آیتین حرمت تقلید کے ثبوت مین بیان کرتا ہے حیث قال التقلید حرام ولا یحل لاحد ان یاخذ قول احد غیر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بلابرھان کہ تقلید حرام ہے اور کسی کو جائز نہین ہے کہ کسی کے قول کو سوائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر دلیل کے قبول کرے اور ابن حزم ان دو آیتون کو نقل بہ نتیجہ نکالتا ہے کہ فلم یبح اللہ تعالی الرد عند التنازع الی احد دون القران والسنۃ وحرم بذلک الرد عند التنازع الی قول قائل لانہ غیر القرآن والسنۃ یعنی نہین مباح کیا ہے اللہ تعالی نے رجوع کرنا وقت تنازع کے کسی کی طرف سوائے قرآن اور حدیث کے اور حرام کر دیا ہے اس سے رجوع کرنا کسی کہنے والے کی بات پر اس لیئے کہ وہ قرآن اور سنت نہین ہے۔

ثانیاً۔ احادیث نبوی باب الاعتصام بالکتاب والسنت احادیث صحاح کے ملاحظے سے ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبر خدا علیہ التحیت والثنا نے ہمیشہ تاکید اپنی اور اپنے اصحاب کی کی پیروی کی اور نئی باتون سے بچنے اور اپنی احادیث پر تمسک کرنیکی کی ہے اور تقلید سے سوائے اپنے اپنے امام کے اقوال کی تبعیت کے کوئی نہ حدیث پر عمل کرنیکا مجاز ہے

نہ اقوال و اعمال صحابہ پر تمسک کرسکتا ہے۔

ثالثاً۔ اقوال صحابہ و تابعین و تبع تابعین عن ابن عباس ما تخافون ان تعذبوا

ویخسف بکم ان تقولوا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال فلان

کہ حضرت ابن عباس کہتے ہین کہ کیا تم عذاب نازل ہونے سے نہین ڈرتے ہو جو یہہ

کہتے ہو کہ یہہ پیغمبر خدا نے فرمایا اور فلان شخص نے یون کہا ہے یعنی پیغمبر صاحب کے

قول کے بعد دوسرے کے قول کو دیکھتے ہو قال ابن عمر لجابر ابن زید انک

من فقہاء البصرۃ فلا تفت الا بقران ناطق او سنۃ ماضیۃ فانک ان فعلت

غیر ذلک ھلکت واھلکت کہ حضرت ابن عمر نے جابر ابن زید سے کہا کہ تم بصرے

کے فقیہون مین سے ہو اس لیے تم فتوی نہ دینا بجز قرآن ناطق اور حدیث صریح کے

ورنہ خود ہلاک ہوگے اور اورون کو ہلاک کروگے۔

اخرج الترمذی عن ابی السائب قال کنا عند وکیع فقال لرجل ممن

ینظر فی الرای اشعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویقول ابو حنیفہ ھو مثلۃ

فقال الرجل فانہ قد روی عن ابراھیم النخعی انہ قال الاشعار مثلۃ قال رایت

وکیعا غضب غضبا شدیدا وقال اقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و

وتقول قال ابراھیم ما احقک بان تحبس ثم لا تخرج حتی تنزع عن قولک

ھذا ترمذی نے ابی سائب سے روایت کی ہے کہ مین وکیع کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ

اُنھون نے ایک آدمی سے جو کہ صاحب الرای تھا کہا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

اشعار کیا ہے اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ وہ مثلہ ہے تو اُس آدمی نے کہا کہ ابراہیم نخعی سے
ایسی ہی روایت پہونچی ہے یہہ سنکر وکیع کو نہایت غصہ ہوا اور کہنے لگے کہ مین تجھ کہتا ہون
کہ فرمایا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور تو کہتا ہے کہ کہا ہے ابراہیم نخعی نے پس
تیری یہی سزا ہے کہ تو قید کیا جاوے اور جب تک اپنے اس قول سے نہ پھرے
تب تک جیلخانے مین رہے۔

حدیث عبادة بن الصامت الانصاری النقیب صاحب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم انہ غزا مع معاویة ارض الروم الی قولہ فقال عبادة
احدثک عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وتحدثنی عن رائک ان
اخرجنی اللہ سبحانہ لا اساکنک بارض لک علی فیہا امرة (وراساة)
عبادت بن الصامت نے امیر معاویہ سے کہا کہ یہہ لوگ چاندی کے ٹکڑون کو درہم
اور سونے کے ٹکڑون کو دینار سے فروخت کرتے ہین یہہ سود ہے اس لیے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لاتباعوا الذہب بالذہب الامثلا
بمثل امیر معاویہ نے کہا کہ مین اسکو ربا نہین جانتا تو وہ غصہ ہوے اور کہنے لگے
کہ مین تو پیغمبر خدا علیہ التحیة والثنا کا قول بیان کرتا ہون اور تم اپنی راے بیان کرتے ہو
اگر خدا نے مجھے اس جگہہ سے نکالا تو کبھی مین وہان نرہونگا جہان تم امیر ہو۔

قال الھروی وروینا عن محمد الکوفی وکان من اسلام بمکان قال رایت
الشافعی رحمة اللہ تعالی بمسئلة یفتی لناس الی قولہ فقال لشافعی رحمة اللہ

عليه ما اخرجني يا اسحاق ان يكون غيرك في موضعك فكنت امره لغيرك
اذنيه اقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وانت تقول عطاء وطاؤس
وابراهيم والحسن وهل لاحد مع رسول الله صلى الله عليه وسلم حجة
کہ ایک جگہہ امام شافعی اور امام احمد اور اسحاق بن راہویہ جمع تھے ایک مسئلے پر امام شافعی
نے حدیث نقل کی اسحاق بن راہویہ نے بمقابل اُسکے حسن اور ابراہیم اور عطا اور طاؤس
کی راے اور قول کو مخالفت اُسکے نقل کیا امام شافعی غصہ ہوے اور کہا کہ اے اسحاق
افسوس ہے بجاے تیرے دوسرا آدمی ہوا اور نہ مین اُسکی گوشمالی کراتا کہ مین تو پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نقل کرتا ہون اور تم عطا اور طاؤس اور ابراہیم اور حسن کے
قول کو نقل کرتے ہو کسی کو پیغمبر خدا کے ساتھہ کچھہ حجت نہین ہے۔

قال محيي السنة وجاء رجال الى مالك فسئله عن مسئلة فقال له قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم كذا وكذا فقال الرجل ما رايك فقال مالك
فليحذر الذين يخالفون عن امره ان يصيبهم فتنة او يصيبهم عذاب اليم الا
قوله ان التحذير الوارد على مثل اسحق رحمه الله عليه مع جلالة قدره
من الشافعي رحمة الله عليه لم يكن في ازيد من التفوه بقول لفقيه في
مقابلة الحديث کہ ایک شخص نے امام مالک سے آکر ایک مسئلہ پوچھا اُنہون نے
کچھہ جواب دیا کہ ایسا ایسا فرمایا ہے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص نے کہا کہ
تم کیا کہتے ہو امام مالک خفا ہوے اور کہا کہ تو نے قدر پیغمبر خدا کی نہ جانی اب تو سوچ

کہ اسحق بن راہویہ سے جلیل القدر امام کو امام شافعی نے صرف اسی سبب سے قابل تعزیر جانا کہ اُنہوں نے مقابلہ مین حدیث کے فقیہہ کے قول کو نقل کیا تہا پس اس قول سے امام مالک نے اُس شخص کو ڈرایا جو کہ بمقابلہ حدیث کے دوسری راے دریافت کرے۔

قیل للشعبی الا تحضر المسجد فقال لقد ابغض الی ھٰؤلاء ھذا المسجد حتی صار ابغض الی من کناسۃ داری فقیل لہ من ھٰؤلاء یا ابا عمر فقال اصحاب الرأے کہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگون نے کہا کہ آپ مسجد مین نہین آیا کرتے اُنہون نے جواب دیا کہ لوگون نے مجہے مسجد کا ایسا دشمن کر دیا ہے کہ مین اُسکو اپنے گہر کی بُری سی بُری جگہہ سے بہی زیادہ بُرا جانتا ہون لوگون نے کہا کہ وہ کون سے لوگ ہین تب اُنہون نے کہا کہ اصحاب راے۔

قالوا لاحمد مرۃ لم لا تصنع للناس فی الفقہ شیئا فقال اولاحد کلام مع اللہ تعالی و رسولہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ امام احمد حنبل سے کسی نے کہا کہ آپ فقہ مین کوئی کتاب کیون نہین لکہتے جواب دیا کہ خدا اور رسول کے ہوتے ہوے کسی کو مجال کلام کی نہین ہے۔

غرض کہ مثل اسکے اور صدہا اقوال صحابہ و تابعین کے ہین جنسے ثابت ہوتا ہے کہ تقلید کسی کی سواے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ چاہیے لیکن ہم قطع نظر ان اقوال کے خاص چارون امام کے اقوال کو نقل کرتے ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اُنہون نے اپنی تقلید کامل کو جائز ہی نہین کہا۔

یواقیت وجواہر مین لکھا ہے کہ روی عن ابی حنیفۃ رح انہ کان یقول لا ینبغی لمن لایعرف دلیلی ان یفتی بکلامی + وکان رضی اللہ عنہ اذا افتی یقول ھذا رای النعمان ابن ثابت کہ امام ابوحنیفہ فرماتے تھے کہ جو شخص میری دلیلون کو نہ جانے اُسے سزاوار نہین ہے کہ میرے کلام پر فتویٰ دے اور خود اُنکا یہ قاعدہ تہا کہ جب وہ کچھہ فتوی دیتے تو صاف یہ کہدیتے کہ یہ رائے نعمان ابن ثابت کی یعنی میری ہے۔

روی الحاکم والبیہقی عن الشافعی رضی اللہ عنہ انہ کان یقول اذا صح الحدیث فھو مذھبی وفی روایۃ اذا رایتم کلامی یخالف الحدیث فاعملوا بالحدیث واضربوا بکلامی الحائط کہ حاکم اور بیہقی نے امام شافعی سے روایت کی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اگر حدیث کی صحت ہو جاوے تو وہی مذہب میرا ہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ اگر کوئی کلام میرا حدیث کے مخالف ہو تو حدیث پر عمل کرو اور میری بات کو دیوار سے ٹپکو۔

وقال یوما للمزنی یا ابراھیم لاتقلدنی فی کل ما اقول وانظر فی ذالک لنفسک فانہ دین کہ امام شافعی اپنے شاگرد مزنی سے کہا کرتے کہ ای ابراہیم میری تقلید نکرنا ہر ایک بات مین جو کہتا ہون بلکہ تو اپنی ذات سے بھی اُسپر نظر کرنا اسلیے کہ یہ دین ہے اسمین اعتماد اَور کسی کے قول پر نہین چاہیے۔

+ برخلاف اسکے مقلدین فرماتے ہین کہ تحقیق علما فرمودہ اند وجہت افتا بقول امام اعظم ہرچند نداند از کجا گفتہ چنانکہ در فتاوی خیریہ وغیرہ گفتہ۔ لوامع الالہام لدفع الاوہام۔

وکان رضی اللہ عنہ یقول لاحجۃ فی قول احد دون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وان کثروا ولا فی قیاس ولا فی شئ کہ امام شافعی کہا کرتے کہ کسی کا قول کسی کا قیاس اور کوئی چیز کسی امر مین کچھہ حجت نہین ہے سوائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اگرچہ اس قول اور قیاس پر بہت سے شخص متفق ہون۔

وکان الامام احمد رضی اللہ عنہ یقول لیس لاحد مع اللہ ورسولہ کلام کہ امام احمد حنبل فرماتے تھے کہ خدا اور رسول کے ساتھہ کسی کو کلام نہین ہے۔

وقال ایضا لرجل لاتقلدنی ولاتقلدن مالکا ولا الاوزاعی ولا النخعی ولاغیرھم وخذ الاحکام من حیث اخذوا من الکتاب والسنۃ کہ امام احمد حنبل نے ایک شخص سے کہا کہ تو نہ میری تقلید کر اور نہ امام مالک کی نہ اوزاعی کی نہ نخعی کی اور نہ کسی اور کی بلکہ جہان سے انہون نے احکام نکالے ہین یعنی کتاب وسنت سے وہین سے تو بھی نکال

عن ابی یوسف وزفر رحمہ اللہ علیہما انہم قالوا لایحل لاحد ان یفتی بقولنا مالم یعلم من این قلنا کہ امام ابو یوسف وزفر رحمہ اللہ علیہما نے کہا ہے کہ حلال نہین ہے کسی کو یہہ کہ فتوی دے ہمارے قول پر جبتک وہ یہ نجانے کہ کہان سے ہمنے کہا ہے

پس باوجود ایسی تصریحات کے جو ان ائمہ اربعہ اور انکے خاص شاگردون نے عدم تقلید پر کی ہین اگر کوئی تقلید کو واجب اور عمل بالحدیث کو ناجائز کہے وہ حقیقت مین ان اماموں کا مقلد نہین ہے بلکہ اپنی ہوا وہوس اور رسم ورواج کی پابندی کا۔

غرض کہ ان چند قولون کے نقل کرنے سے ثابت ہوا کہ نہ + صحابہ کے زمانے مین

+ صحابہ کے زمانے مین تقلید جاری نہوسنے سے یہ غرض ہے کہ کوئی ایک شخص ان مین سے ایسا نہین بتایا گیا کہ جسکے سارے

نہ تابعین کے زمانے مین نہ تبع تابعین کے زمانے مین تقلید جاری ہوئی نہ کسی نے
اُن قرون ثلثہ مین اُسکو واجب جانا بلکہ جس طرح پر آج کل لوگ عمل کرتے ہین ایسا عمل
کسی کے قول پر بھی نہین کیا تو باوجود اسکے پھر یہ دعوی کرنا کہ تقلید واجب ہے اور تارک
اُسکا گنہگار اور واجب التعزیر حقیقت مین دوسری شریعت قائم کرنا اور نیا دین کھڑا کرنا ہے
ونعوذ باللہ منہ۔

اگر ہم اُن زمانون پر بھی خیال نہ کرین اور آیندہ آنیوالے زمانون پر نظر کرین کہ پھر پیچھے
تقلید پر اجماع ہوگیا ہو تو وہ بھی ہم نہین پاتے اس لیے کہ بعد اُسکے جتنے لوگ ہوے
وہ یا محدث تھے یا اہل تصوف یا فقہا یا عوام پس اصلی محدث تو ہزارون مین ایک ہی
دو ایسے ہونگے جنہون نے تقلید کی ہو ورنہ جو لوگ اصل حدیث کے جمع کرنیوالے
اور اُسکے جاری کرنیوالے ہین وہ تقلید کے نام سے بھاگتے تھے اور اُسکو بدعت جانتے
تھے اور جو اہل تصوف تھے اُنکا بھی یہی حال ہے کہ ہمیشہ تقلید سے نفرت کیا کیے
اور اُسکی بُرائی بیان کرتے رہے رہ گیے فقہا اور علما اُن مین سے بھی جو محقق تھے
وہ غیر مقلد رہے اور جو تحقیق اور اجتہاد کے اعلیٰ درجے پر نہ تھے اُنھون نے تقلید پر
قناعت کی اور عوام تو کالانعام ہین اُنکا کچھہ ذکر نہین پس حقیقت مین اجماع جسکا نام ہے وہ
کسی زمانے مین بنسبت وجوب تقلید کے نہین ہوا ہان اسمین شک نہین ہے کہ
چوتھی صدی سے ابتک اکثر لوگ تقلید کے پابند ہوگیے اور روز بروز اُسکی پابندی بڑھ
گئی مگر بمقابلہ محدثین اور محققین کے اور لوگونکی کثرت کچھہ بھی لائق لحاظ کے نہین ہے

ورنہ صرف کثرت پر اگر لحاظ کیا جاوے تو ساری بدعتین او رتعزیہ پرستی اور قبر پرستی وغیرہ سب اسی اجماع کی دلیل سے عبادت مین داخل ہوجاوین اور انکا ترک کرنا خرق اجماع کہلاوے ولم یقل بہ احد اور اجماع کی نسبت اہل اصول نے بہی یہی کہا ہے کہ اجماع مجتہدین صالحین کا اجماع ہے نہ اجماع مقلدین کا اور مطابق قول مقلدین کے مجتہد بعد ائمہ اربعہ کے کم ہوے ہین اور جو مجتہد ہوا ہے وہ مقلد نہین ہوا پس جس قدر علما اور فقہا تقلید کے وجوب کے معتقد ہین اُنکا اجماع حقیقت مین مطابق اصول کے اجماع نہین ہے ۔

مقلد ۔ آپ کے روبرو جب ہمنے علما فقہا کے اقوال کو تقلید کے وجوب پر پیش کیا تب آپ نے اُنکو تسلیم نہ کیا اور پہر آپ اُنہین کے اقوال کو اپنے دعوی عدم وجوب تقلید پر پیش کرتے ہین ۔

غیر مقلد ۔ درحقیقت ہم تو صرف کتاب وسنت ہی کو دلیل عدم وجوب تقلید کی جانتے ہین مگر چونکہ آپ اور اس زمانے کے اکثر لوگ عادی اسکے ہوگیے ہین کہ بغیر حوالہ کتاب اور سند علما کے اقوال کے وہ کسی بات کو نہین مانتے اس لیے ہمنے آپ کے اور اس زمانے کے لوگون کے سمجہانے کے لیے انکے قولون کو نقل کیا اور نقل کرنے پر آمادہ ہین ورنہ ہم اپنی ذات کے لیے اسکی کچہہ ضرورت نہین سمجہتے ہمکو تو خدا اور رسول کے کلام پر تمسک ہے اور اسپر ایسا یقین ہے کہ بالفرض اگر ایک مولوی اور ایک عالم کا قول بہی ہمارے موافق نہوتا تب بہی ہمارے عقیدے مین کچہہ خلل نہ آتا اور خدا کی کتاب اور رسول کے اقوال کو چہوڑکر ہم کسیکی بات پر کان بہی نہ لگاتے علاوہ اسکے ان قولون

کے نقل کرنے سے ہماری غرض یہ ہے کہ جو بار بار آپ کی زبان سے لفظ اجماع کا نکلتا ہی اُسکا بطلان ظاہر ہوجاوے اور ان بڑے بڑے محققین و علما اور ائمہ دین کے اقوال سے آپ کے دعوی وجوب تقلید کا غلط ہونا سب پر کھل جاوے ہمکو سخت حیرت ہوتی ہے کہ صحابہ اور تابعین او تبع تابعین اور محدثین او رمجتہدین او رمحققین کا تقلید نہ کرنا اور اُسکو برا جاننا تو عدم وجوب تقلید کی دلیل نہ ٹھہری اور اُنکا ایک بات پر اتفاق کرنا اجماع نہ کہلاوے اور بعد قرون ثلثہ کے جو لوگ آوین اور جن کے مراتب ورع و تقویٰ و مدارج علم و تحقیق اُن متقدمین کے برابر نہون اور پہر وہ بہی سب کے سب ایک بات پر متفق نہون اُنکا تقلید کو جائز کہہ دینا وجوب تقلید پر ایسی دلیل ہوجاوے کہ اُسکا منکر بدعتی اور فاسق اور واجب التعزیر ٹھہرے فاعتبروا یا اولی الالباب ان ھذا الشئ عجاب۔

مقلد۔ جو لوگ کہ تقلید کا انکار کرتے ہین وہ تہوڑے ہین اُنکا قول مرجوح ہے اور جو لوگ اُس کو واجب او رجائز جانتے ہین وہ بہت ہین اور سواد اعظم وہی ہے جس جانب بہت لوگ ہون اس لیے آپ کا استناد چند ہی علما کے اقوال پر ہے اور ہمارا استناد ہزارون کے قول پر۔

غیر مقلد یہ دونون دعوی غلط ہین اول یہ کہنا کہ واجب العمل وہ قول ہے جسپر بہت لوگ متفق ہون اور اسکو سواد اعظم جاننا دوسرے یہ سمجہنا کہ وجوب تقلید کی طرف اکثر لوگ ہین اور جس طرف بہت لوگ ہون اُسکی مخالفت اجماع کی مخالفت ہے اول دعوی کی غلطی چند قول مین نقل کرتا ہون کہ بعض مفسرین نے آیت ان تطع اکثر من فی الارض یضلوک کی تفسیر

مین کہا ہے کہ فی ھذا دلالۃ علی انہ لاعبرۃ فی دین اللہ ومعرفۃ الحق بالقلۃ
والکثرۃ بجواز ان یکون الحق مع الاقل کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے اسپر کہ کچھہ اعتبار
نہین ہے خدا کے دین مین اور حق کے پہچاننے مین قلت اور کثرت پر اسلیے کہ جائز ہے
کہ حق وہی ہو جسطرف تھوڑے لوگ ہین۔

ابن جوزی نے تلبیس ابلیس مین لکھا ہے کہ سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے یوسف ابن
اسباط سے کہا کہ اذا بلغک عن احد بالمشرق انہ صاحب سنۃ فابعث الیہ
بالسلام واذا بلغک عن اخر بالمغرب انہ صاحب سنۃ فابعث الیہ بالسلام
فقد قل اھل سنۃ کہ اگر مشرق مین ایک اور مغرب مین دوسرا پابند سنت کا ہو تو اوس کو
سلام بھیج اس لیے کہ سنت پر چلنے والے بہت ہی کم ہین۔

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین کہ سواد اعظم وہی ہے جو تابع کتاب یعنی قرآن
اور سنت کا ہو وان ماسواھا لایلتفت الیھم وان ابتلاء العالم منھم کہ جو
کتاب و سنت کے سوا ہو اوسپر التفات نہ کرنا چاہیے اگرچہ اون سے جہان بھرا ہو اور جماعت
کے معنی مین ایک بزرگ نے کہا ہے کہ الجماعۃ دالۃ بجامعۃ اھل الحق وان قلوا
کہ جماعت نام ہے اہل حق کے جمع ہونے کا ایک حق بات پر اگرچہ وہ بہت ہی کم ہون۔
سواد اعظم کے معنی مین ملا علی قاری شرح نخبۃ الفکر مین لکھتے ہین کہ ان فیھم من
الصفات الموجبۃ للقبول ما تقوم مقام العدد الکثیر من غیرھم ولذا
سمیت مثل ھذا الامام امۃ قال اللہ تعالی ان ابراھیم کان امۃ لانہ یجتمع فیہ

من الصفات ما لا یوجد متفرقة الا فی جماعة ولذا قال الشاعر ؎ لیس من الله بمستنکر ÷ ان یجمع العالم فی احد ÷ وقد قیل فی حدیث المشہور علیکم بالسواد الاعظم ای الاورع الاسلم پس جبکہ ایک شخص پر اطلاق امت کا خدا کے کلام سے ثابت ہوا اس سیلیے کہ وہ ایک اُن باتونکا جامع تہا جو کہ متفرق متفرق گروہون مین علیحدہ پائی جاتین اور خدا کا ایک شخص کو بمنزلہ ایک جہان کے بنا دینا عجب نہین اور سواد اعظم سے مراد زیادہ پرہیزگار سے لی گئی ہو تو پہر کثرت عوام کو کسی مسئلے کی صحت پر دلیل لانا بچون کو بہسلانا اور عوام کو خوش کرنا ہے دگر ہیچ ـ

فاضل روزبہان کتاب ابطال الباطل مین جہان حدیث لا یزال طائفة من اُمتی منصورین لا یضرہم من خذلہم حتی تقوم الساعة کا ذکر کیا ہے لکہتے ہین فحاصل الحدیث لا یزال طائفة قلیلة من امتی منصورین بالحجة والبرہان ـ

پس معلوم ہوا کہ وہ گروہ جو ہمیشہ غالب رہیگا وہ وہی قلیل آدمیون کا گروہ ہے جو کہ اپنی حجت شرعی سے اَورون پر غالب ہوگا اور کوئی اُسکو مغلوب نکر سکیگا اور یہہ گروہ وہی ہے جو کہ تابع کتاب وسنت ہے کہ نہ اُسکے سامنے رسم ورواج کی سند پیش جا تی ہے نہ بدعتیون کی پوچ اور بیہودہ دلیلین چل سکتی ہین نہ علماے دنیا طلب کی چکنی چکنی باتون کی ڈہلنیت اثر کرتی ہے نہ قومونکی کثرت اور عوام کی جمعیت اور تبعیت اُسکو روک سکتی ہے خدا کی کتاب اور رسول کی حدیث کے سامنے سب کو مغلوبیت ہو جاتی ہے دیکہنا چاہیے کہ اسکا مصداق کون ہے وہ فرقہ جو تقلید کرتا ہے یا وہ فرقہ جو تقلید کا تارک

ہے دونون کی دلیلون کو دیکھو اور پہر خدا کی کتاب رسول کی احادیث سے ملاؤ اور تعصب کی آنکھہ تھوڑی دیر بند کرکے انصاف کرو۔

صحیح بخاری کی کتاب الاعتصام بالسنت مین لکھا ہے کہ لا تزال طائفۃ من امتی ظاہرین علی الحق اور ابن حجر نے فتح الباری مین لکھا ہے کہ ھم اصحاب الحدیث کہ وہ لوگ اصحاب حدیث ہین۔

تفسیر نیشاپوری مین لکھا ہے کہ اگر مراد اس طائفے سے اہل حدیث نہو تو مین نہین جانتا کہ پہر کون لوگ اُس سے مراد ہونگے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین احیاء العلوم مین ومنہا ان یکون شدید التوقی من محدثات الامور وان اتفق علیہ الجمہور فلا یغرنہ اطباق الخلق علی ما احدث بعد الصحابۃ۔

غرض کہ کثرت اقوال پر مغرور ہونا یا کثرت اشخاص پر فریفتہ ہونا نہایت ہی نادانی اور خلاف حکم شریعت ہے ہم مسلمانون کو بحیثیت اسلام کے امور دین مین صرف یہ دیکھنا چاہیے کہ کتاب وسنت سے کیا ثابت ہوتا ہے نہ اُور کچھہ اور اُس کو چھوڑکر لوگون کے اقوال پر نظر کرنا اور خدا کے کلام اور رسول کے قول کو اور بندون کی باتون سے جانچنا اور اصل کو فرع پر عرض کرنا شان اسلام سے بعید ہے۔

اگر کوئی مشرک یا اہل کتاب سن پاوے کہ مسلمانون نے اپنے دین مین سوا ے کتاب وسنت کے اور لوگون کی باتون پر چلنا جائز رکھا ہے تو وہ اسلام کی بربادی

کی نہایت عمدہ فال سمجہے اور اگر یہ خبر پاوے کہ اُنہون نے اس امر کو واجب سمجہہ لیا ہے اور اُسکے خلاف سمجہنے والے کو بدعتی یا فاسق یا دشمن اسلام کہتے ہین تب تو مارے خوشی کے مرہی جاوے اور اسلام کے خاتمے پر شادیانے خوشی کے بجاوے اس لیے کہ اگر خوبی اسلام کی اسکی نظرون مین ہوتی تو اسی سے ہوتی کہ اسلام کے بانی نے کامل توحید کو جاری کیا اور ساری قسم کے شرک کو خفی ہو یا جلی باطل کر دیا اور تمام رسمون اور بنائی ہوئی باتون کو توڑ دیا اور ادیان سابقہ کی تحریف کرنیوالون کی تحریفات کو واجب الترک والانکار بتلایا پس جبکہ اُسی مذہب کے لوگ توحید سے پہر گیے اور شرک فی صفۃ النبوۃ ہو گیے اور رسمونکی پابندی اور اپنے بھائی بندونکی باتون پر نہ قانع بلکہ متمسک ہو گیے اور اپنے خدا کے کلام پر عمل کرنے کے لیے لوگون کے فتوون پر نظر کرنے لگے اور اپنے رسول کے قول پر چلنے کے لیے عالمون کے حکم پابند ہو گئے کہ جبتک اُنکے مولوی نہ کہہ دین وہ نہ خدا کی کتاب پر عمل کر سکتے ہین نہ رسول کی حدیث پر تو پہر ایسی خرابی پر اسلام کی جو کچہہ وہ خوشی کرین وہ حق بجانب ہے اور جب وہ اس بات سے واقف ہون کہ یہہ قول اور عمل صرف عوام ہی کا نہین ہے کہ وہ مجبوری اُسکے قائل اور اُسپر عامل ہوے ہون بلکہ اچہے اچہے پڑہے لکہون کا جنکا علامہ اور حضرت اور قبلہ اور کعبہ کے سوا کوئی نام نہین لیتا یہی عقیدہ ہو گیا ہے اور گروہ کا گروہ اُسپر قائل ہو رہا ہے اور دین اسلام کا مدار ہی اُسپر آگیا ہے تو معلوم نہین کہ اس شکرانے مین مشرک اپنے بتون پر کیا کچہہ چڑہاوین اور نصاری اپنے حضرت مسیح کی کیا کچہہ اپنے حال پر عنایت سمجہین

مقلد- خیر یہہ زبان درازی چھوڑیے اور دوسرے دعوے کو اپنے ثابت کیجیے جو آپ نے کہا ہے کہ جس طرف بہت لوگ ہوں اُس سے مخالفت کرنا اجماع کی مخالفت نہین ہے -

غیر مقلد- سُنیے ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم بن غالب اندلسی اپنی کتاب محلی کی کتاب الاشربہ مین نسبت دعوی اجماع کے لکھتا ہے هذا ای دعوی الاجماع قول فی غایة الفساد لانه یبطل علیهم جمهور اقوالهم ویلزمهم ان لا یلزموا زکوة الاحیث او جبها الاجماع ولا فریضة حج او صلوة الاحیث صح الاجماع علی وجوبها ولا یسموا الزنا الاحیث جمعت الامة انه زناء ومن التزم هذا المذهب خرج عن دین الاسلام بلاشك بوجهین احدهما انه مذهب مفتری لم یامر الله تعالی قط بان لا تتبع الا الاجماع ولا قال تعالی به قط ولا رسوله به وانما امر الله عز وجل باتباع القران وسنة النبی واولی الامر باتباع الاجماع ولم یامر الله تعالی قط بان لا یتبع الا الاجماع ولا قال تعالی قط ولا رسوله لا تاخذوا فیما اختلف فیه الا ما اجمع علیه ومن ادعی فقد افتری علی الله الکذب فاتی بدین محمد مبتدع بالضلال المبین انما قال تعالی تبعوا ما انزل الیکم من ربکم وقال تعالی وما اتکم الرسول فخذوه وما نهکم عنه فانتهوا وقال تعالی فان تنازعتم فی شیء فردوه الی الله والرسول ان کنتم تؤمنون بالله والیوم الاخر ولم یقل تعالی فردوه الی الاجماع فمن رد ما تنوزع فیه الی الاجماع لا الی نص القران والسنة فقد عصی الله تعم

ورسوله تتنزع من الدین ما لم یاذن به الله تعالی واما نحن فنتبع الاجماع
فما صح انهم اجمعوا علیه ولا یخالفه اصلاً ونرد ما نوزع فیه الی القرآن والسنة
فناخذ ما فیها وان لم یجمع علی الاخذ به وبهذا امر الله تعالی ورسوله وعلیه اجمع
اهل الاسلام وما نعلم احدا قط قال لا الزام فی شیئ من الدین الا ما اجمع الناس
علیه فقد صاروا بهذا الاصل متخالفین للاجماع بلا شک والوجه الثانی
انه مذهب یقتضی ان یلقب الی القرآن والسنن اذا وجد الاختلاف فی شیئ
من احکامها ولیس من هذا من دین الاسلام فی شیئ مع انه فی اکثر الامر
کذب علی انه قول بلا علم وایضا فانهم لا یلتزمون هذا الاصل لفاسد
الا فی مسائل قلیلة جدا وهو یبطل سائر مذاهبهم یعاد علیهم وبالله التوفیق
کہ اجماع کا دعوی کرنا ایک ایسا قول ہے جسکا فساد ظاہر ہے اس لیے کہ اس سے
سارے اقوال باطل ہوتے ہین اور ایسے دعوی کرنیوالون پر الزام آتا ہے کہ وہ نہ
زکوٰۃ کو واجب جانین نہ حج و نماز کی فرضیت کے قائل ہون اور نہ زنا کی بُرائی پر
اعتقاد رکھین مگر اسی وجہ سے کہ اُسپر اجماع ہے اور جو ایسا کرے وہ دین اسلام سے
خارج ہے دو وجہ سے اول یہہ کہ یہہ بنایا ہوا مذہب ہے نہ خدا نے یہہ حکم دیا ہے
کہ سوائے اجماع کے اور کسی کا اتباع نہ کرنا اور نہ رسول نے ایسا فرمایا ہے بلکہ خدا
نے تو قرآن و سنت اور اولوالامر کے اتباع کا حکم دیا ہے یہ بھی خدا نے نہین کہا کہ
جب کسی امر مین اختلاف ہو تو وہی بات ماننا جسپر اجماع ہو جو ایسا دعوی کرے وہ خدا

تہمت کرتا ہے اور نیا دین بنایا چاہتا ہے اسلیے کہ خدا نے صاف صاف کہہ دیا ہے کہ جو تمہارے رب سے نے بھیجا اسکی اتباع کرو اور پھر فرمادیا ہے کہ جو رسول کہے اُسے لو اور جس سے منع کرے اُسے چھوڑو اور نیز ارشاد فرماتا ہے کہ اگر کسی بات مین جھگڑا ہو تو خدا رسول سے رجوع کرو اسلیے ہم اُس امر مین اجماع کا اتباع کرتے ہین جس مین ہمکو ثابت ہو کہ سب کے سب اُسپر متفق ہین اور اُنکا اجماع کتاب و سنت کے مخالف نہین ہے اور اگر آپس مین اختلاف ہو تو ہم قرآن و حدیث پر رجوع کرتے ہین جسکو اُسکے مطابق پاتے ہین اُسپر عمل کرتے ہین گو اُسپر اجماع نہو اور بس یہی وہ طریقہ ہے جسکا حکم خدا اور رسول نے دیا ہے دوسرے یہ کہ اجماع کے دعوے سے ثابت ہوتا ہے کہ حالت اختلاف مین ہمکو قرآن و حدیث پر رجوع کرنا نچاہیے بلکہ اجماع پر کہ بہتون کی راے کیا ہے تو حقیقت مین یہ بات دین اسلام کی نہین ہے۔

مقلد۔ سبحان اللہ آپ بڑے محقق کا کلام اپنے دعوے کی دلیل مین لایے ابن حزم تو بدعتی تھا اور اُسکو فقہا نے نکال دیا تھا کہ وہ جنگل مین مر گیا۔

غیر مقلد۔ یہہ سچ ہے کہ فقہا نے بدعتی کہکر نکال دیا تھا مگر اسی قصور مین کہ اُسنے فقہا کے اقوال کو بالاے طاق رکھکر خدا کی کتاب اور رسول کی احادیث پر رجوع کی تھی لیکن شکر ہے کہ اُسکے کلام کی تصدیق اور علما نے بھی کی ہے چنانچہ حجۃ اللہ البالغہ مین شاہ ولی اللہ صاحب نے اجماع کی نسبت ایسا ہی کچھہ کہا ہے اور ابن حزم کے قول حرمت تقلید کو باطل نہین گردانا بلکہ اُسکو اور پورا کر دیا ہے چنانچہ وہ کہتے ہین

کہ یہہ قول ابن حزم کا کہ تقلید حرام ہے اور کسی کو حلال نہین ہے کہ سوائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر دلیل کے اور کسی کے قول کو لے اسلیے کہ چند آیتون مین اللہ جلشانہ نے اپنے ہی اور اپنے رسول ہی کی تبعیت کا حکم کیا ہے اور تمام صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کا اول سے آخر تک اسی امر پر اجماع ہے کہ ایک انسان کو اپنے جیسے دوسرے انسان کے سب اقوال کا لینا منع ہے پس جو شخص سب اقوال کو امام ابو حنیفہ یا شافعی وغیرہ کے لیتا ہے اور خدا کی کتاب اور رسول کی سنت پر اعتماد نہین کرتا وہ مخالف تینون نیک زمانے کے اجماع کا ہے اور جو ایسا ہو وہ اُس راہ پر چلتا ہے جو مسلمانون کی نہین ہے پس یہ قول ابن حزم کا بھی پورا نہین بلکہ ناقص ہے مگر اُس شخص کے حق مین جو کہ طاقت اجتہاد کی رکہتا ہو اگرچہ ایک ہی مسئلے مین ہو اور یا اُسکو صاف ثابت ہو جاوے کہ پیغمبر صاحب نے ایسا فرمایا ہے یا اُس سے منع کیا ہے اور یہہ بھی اُسکو معلوم ہو کہ یہہ منسوخ نہین ہے ایسی حالت مین حدیث سے مخالفت کرنیکا کوئی سبب بجز نفاق خفی یا حماقت جلی کے نہین ہے۔

مقلد۔ یہ قول بھی اُس شخص کا ہے جسکو ہم غیر مقلد جانتے ہین اور جسکے اقوال کو ہم نہین مانتے وہ بھی تمھاری ہی طرح سے خلاف طریقہ اور علما کی تقلید کا تارک تھا۔

غیر مقلد۔ قطع نظر اُنکے صدہا اقوال عدم وجوب تقلید پر ہمکو معلوم ہین کہ بطور نمونے کے چند اقوال ہم آپ کو سُناتے ہین۔

اول قال الشیخ عزالدین عبدالسلام ومن العجب العجیب (اصل قول ازالۃ الخفا مین

منقول ہے) یعنی سب سے زیادہ عجیب یہ ہے کہ فقہار مقلدین اپنے امام کے قول کے ماخذ کے ضعیف ہونے سے واقف ہو جاتے ہین اور کچھہ جواب اُسکے ضعف کا نہین رکھتے اور باینہمہ اپنے امام کے قول کی تقلید نہین چھوڑتے بلکہ بسبب تقلید کے صریح حکم کتاب وسنت کو چھوڑ دیتے ہین اور ظاہر کتاب وسنت کے ترک کرنیکے حیلے ڈہونڈہتے ہین اور تاویلات بعید اور باطل قرآن وحدیث مین کرتے ہین حالانکہ اگلے لوگون کا یہ قاعدہ تہا کہ بغیر پابندی کسی مذہب کے جس عالم سے چاہتے مسئلہ پوچھہ لیتے مگر جب سے کہ یہ مذہب ظاہر ہوے اور مقلدین مین تعصب آیا تب سے یہ حال ہو گیا ہے کہ اپنے ہی امام کی تقلید کرتے ہین اور کچھہ دلیل وبرہان کو نہین دیکھتے اور اُسکو مثل نبی مرسل کے جانتے ہین اور جو ایسا کرے وہ حق سے دور ہے۔

دوسرے - قال الامام ابو شامہ ینبغی لمن اشتغل بالفقہ ان لا یقتصر علی مذہب امام ویعتقد فی کل مسئلۃ صحۃ ما کان اقرب الی دلالۃ الکتاب والسنۃ المحکمۃ یعنی امام ابو شامہ نے کہا ہے کہ اُس شخص کو جو فقہ مین مشغول ہو چاہیے کہ کسی ایک امام کے مذہب پر حصر نکرے بلکہ ہر مسئلے مین اُس چیز کی صحت کا معتقد ہو جو قریب تر ہو کتاب وسنت سے۔

تیسرے - عبد الوہاب شعراوی میزان مین لکھتے ہین کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تہے حرام علی من لم یعرف دلیلی ان یفتی بکلامی کہ حرام ہے اُس شخص پر جو میری دلیل کو نہ پہچانے یہ کہ فتوی دیوے میرے کلام پر اور شیخ تقی الدین

نے ابن خزیمہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ لیس لاحد مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم قول اذا صح الخبر عنہ کہ کسی کے قول کو کچھ اعتبار نہین ہے بمقابل رسول کے قول کے جبکہ صحت حدیث کی ثابت ہو جاوے۔

چوتھے — امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اذا صح الحدیث فھو مذھبی جو حدیث ثابت ہو جاوے وہی میرا مذہب ہے۔

پانچوین دراساۃ اللبیب مین لکھا ہے وقد صح منہ ایضا انہ قال اترکوا قولی بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لانہ لم یدع ھو و لا احد غیرہ من المجتہدین الاحاطہ بکل قول صح من الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فی زمانہ فضلا عما بعد زمانہ یعنی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ میرے قول کو چھوڑ دو جبکہ قول رسول کا پاؤ اس لیے کہ امام موصوف یا اور کسی مجتہد نے یہ دعوی نہین کیا کہ ساری حدیثین اُن تک پہونچ گئین اُنکے زمانے مین چہ جاے کہ وہ حدیثین جو بعد اُنکے زمانے کے معلوم ہوئین۔

چھٹے امام شعراوی نے منہج مین لکھا ہے کہ امام شافعی فرماتے ہین کل شیئ خالف امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سقط و لا یقوم معہ حجۃ و لا قیاس فان اللہ تعالی قد قطع العذر بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم فلیس لاحد معہ حجۃ وقال ایضا اذا ثبت الخبر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یحل ترکہ لشیئ ابدا یعنی بمقابل قول رسول کے کسی کا کلام حجت نہین ہے اور بعد ثبوت حدیث کی ترک کرنا حدیث کا جائز نہین ہے

سا تویں امام شعراوی منہج مین امام شافعی کے اقوال مین لکھتے ہین کہ وہ فرماتے ہین انظروا فی امر دینکم فان التقلید المحض مذموم وفیہ عمی للبصیرۃ وکان کثیراً ما یذم التقلید ویقول قبیح علی من اعطی شمعۃ لیستضییٔ بہا ان یطفیٔھا ویمشی فی الظلام کہ اپنے دین مین ہوشیار رہو تقلید محض پر قانع نہو اس لیے کہ وہ بصیرت کو اندہا کر دیتی ہے اور نہایت بُری ہے اور امام شافعی اکثر تقلید کی برائی کرتے اور کہتے کہ نہایت قبیح ہے حال اُس شخص کا کہ جسکو خدا شمع روشن عطا کرے تا کہ اُسکی روشنی پاوے اور وہ اُسے بجہاوے اور تاریکی مین چلے۔

اٹھوین کتاب لواقح الانوار القدسیہ مین لکھا ہے کہ ومن شان الفقیہ المحقق ترک التعصب لامامہ اذا علم ضعف دلیلہ وعلم صحۃ دلیل مذھب الغیر لان امامہ لم یقل لہ قلدنی فی کل ما قلتہ لعلمہ بعدم العصمۃ من الخطاء کہ شان فقیہہ محقق کی یہ ہے کہ وہ تعصب اپنے امام کا چھوڑ دے جبکہ اُسکو اُسکی دلیل کا ضعف معلوم ہو جاوے اس لیے کہ اُسکے امام نے یہ نہین کہا ہے کہ ہر بات مین جو مین کہتا ہون میری تقلید کرنا اس لیے کہ وہ خود جانتے تہے کہ ہم خطا سے محفوظ نہین ہین۔

نوین شیخ محی الدین عربی فتوحات مکیہ کے باب ۳۲۸ معرفت نسخ شریعت مین لکھتے ہین ان الشیطان قد مکنہ اللہ تعالی علی حضرۃ الخیال وجعل لہ سلطانا فیھا فاذا رای الفقیہ یمیل الی ھوی الخ یعنی شیطان کو خدا نے خیال پر تسلط دیا ہے پس جب وہ دیکھتا ہے کہ کوئی فقیہ خواہش کی طرف مائل ہے تو اُسکو بہکاتا ہے اور یہہ

وسوسہ دیتا ہے کہ یہہ روایت خدا کی ہے اور یون سمجہاتا ہے کہ پچہلے نیک لوگ بہی
بسبب رائے کے خدا تک پہونچے ہین اور احکام مین قیاس سے کام لیا ہے اور
ایسی ایسی باتین اُس فقیہ کے دل مین ڈال کر اُسکی خواہشات پوری کرنے کے لیے اُسے
ایک حیلہ شرعی بتلا دیتا ہے پس وہ فقیہ احادیث نبویہ کو بالاے طاق رکہہ دیتا ہے
اور اُسکے عدم قبول پر یہہ عذر کرتا ہے کہ اگر یہہ حدیث صحیح ہوتی یا اگر صحیح ہے تو کوئی
دوسری حدیث معارض اور ناسخ اُسکی نہوتی تو ضرور امام شافعی اُسپر عمل کرتے یا امام ابو حنیفہ
اُسپر عامل ہوتے غرض کہ جو فقیہ جس امام کا مقلد ہے وہ ترک حدیث پر ایسے ہی عذر
اور حیلے کرتا ہے اور حدیث پر عمل کرنیوالے کو گمراہ جانتا ہے اور جو کچہہ اُنکے امامون
نے کہہ دیا اُسکی تقلید کو واجب جانتا ہے اگرچہ اُنکے اقوال احادیث کے معارض ہون
لیکن وہ کتاب و سنت کو چہوڑ کر اپنے ہی امامون کی طرف رجوع کرتا ہے پس اگر ہم اُس سے
کہین کہ امام شافعی صاف کہہ گیے ہین کہ اگر کوئی حدیث تمکو مخالف میرے قول کے ملے
تو میرے قول کو دیوار سے پٹکو اور حدیث پر عمل کرو اسلیے کہ میرا مذہب وہی ہے جو حدیث سے
ثابت ہو اور مثل اسی کے امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہے اور یہہ قول اُنہین کے مقلدین سے
ثابت ہے پس ایسی باتون کو سنکر مقلد چپ ہو جاتے ہین اور کچہہ جواب معقول نہین دیسکتے
اور ایسے مباحثے کا مجہے اکثر اتفاق ہوا غرض کہ خواہشات نفسانی کے سبب سے شریعت
محمدی کو فقہا نے منسوخ کر دیا کہ باوجودیکہ احادیث صحیح کتب صحاح مین موجود ہین اور اُنکے
راویون کے نام بہی مذکور ہین اور اُن کا جرح و تعدیل بہی منقول ہے اور اُنکی سندین

بلا تبدیل و تغیر کے بھی محفوظ ہین لیکن باوجود ان سب باتون کے مقلدین مین سے کوئی
اُن پر عمل نہین کرتا اور اپنے اگلون کے فتوون ہی پر رجوع کرتے ہین اور باوجود مخالفت
اُن صحاح حدیث کے اپنے فقیہون کے قول کو ترک نہین کرتے توکیا فرق ہے اُن
احادیث کے ہونے اور نہونے مین اس لیے کہ جب اُنکا حکم ہی نرہا اور مقلدین کے
نزدیک اُن پر رجوع کرنا جائز ہی نٹھہرا تو اُنکے نزدیک اُن احادیث کا وجود وعدم برابر ہے
پس اس سے زیادہ نسخ شریعت کا اور کیا ہوگا انتہی۔

دسوین نقل عن المضمرات ان الخبر فی کونہ حجۃ فوق الاجتہاد فان
خالفت الروایۃ الحدیث الصحیح ترکت فالعمل بالحدیث اولی من الروایۃ یعنی جو
روایت مخالف حدیث کے ہو وہ چھوڑدی جاویگی۔

گیارہوین امام شعراوی نے میزان مین لکھا ہے کہ فان قلت ما اصنع بالاحادیث
التی صحت بعد موت امامی ولم یاخذ بہا فالجواب ینبغی لک ان تعمل بہا فان امامک
لو ظفر بہا وصحت عندہ ربما کان امرک بہا فان الائمۃ اسری کلہم فی ید الشریعۃ
ومن فعل ذلک فقد حاز الخیر بکلتی یدیہ یعنی اگر تو پوچھے کہ پھر مین کیا کرون نسبت
اُن حدیثون کے جنکی صحت بعد موت میرے امام کے ثابت ہوئی اور میرے امام نے اُنکو
نہین پایا اسکا جواب یہ ہے کہ تجھے چاہیے کہ تو اُس حدیث پر عمل کرے اس لیے کہ اگر
تیرے امام کو یہ حدیث مل جاتی تو ضرور وہ اُسپر عمل کرتے اس لیے کہ سارے امام شریعت
کے ہاتھہ مین ہین اور جو ایسا کرے وہ دونون ہاتھہ سے نیکی جمع کریگا۔

بارہوین شاہ ولی اللہ صاحب اپنے وصایا مین لکھتے ہین در فروع پیروی علماے محدثین کہ جامع باشند میان فقہ وحدیث کردن و دائما تفریعات فقہیہ بر کتاب وسنت عرض نمودن انچہ موافق باشد در حیز قبول آوردن والا کالاے بدبریش خاوند دادن امت را ہیچ وقت از عرض مجتہدات بر کتاب وسنت استغنا حاصل نیست وسخن متقشفہ فقہا را کہ قول عالمی را دستاویز ساختہ تتبع سنت را ترک کردہ اند نہ شنیدن وبآن التفات نہ کردن وقرب خدا جستن بدوری ایشان —

تیرہوین شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہین تفسیر مین حدیث من لم یعرف امام زمانہ کے کہ فالمراد من لم یعرف امام زمانہ من الکتب و لم یعرف نسخ الکتب السابقۃ ولم یعرف ان کتب ائمۃ المذاہب لیست واجبۃ الاتباع کما یظنہ جملۃ المقلدین من کل مذہب مات میتۃ جاھلیۃ یعنی جو شخص نہ جانے کہ امام زمانے کا قرآن مجید ہے اور نہ جانے اس امر کو کہ کتب سابقہ منسوخ ہوگئی ہین اور نہ جانے اس بات کو کہ کتابین مذہب کے اماموں کی واجب الاتباع نہین ہین جیسا کہ سب مقلدین اپنے اپنے مذہب کے اماموں کی کتابوں کی نسبت گمان کرتے ہین تو اُس نہ جاننے والے کی موت جاہلیت کی موت ہے۔

چودہوین صاحب لوامع الالہام نے مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب کے ایک اور قول کو اپنی کتاب مین نقل کیا ہے بدانکہ امام ابوحنیفہ گفتہ است کہ حلال نبود کسی را کہ بقول ما تمسک کند تا آنکہ نداند ماخذ آن را از کتاب وسنت واجماع امت وقیاس جلی ومجتہد گاہ خطا کند وگاہ بحق رسد چون خطای او ظاہر گردد تقلید او در خطا حرام بود—

پندرہوین ابن امیر الحاج نے تحبیر شرح تحریر مین لکھا ہے کہ اذا رای لقول المخالف لمذہب امامہ دلیلاً صحیحا من الحدیث ولم یجد فی مذہب امامہ جوابا قویا عنہ ولا معارضا راجحا علیہ اذا المکلف مامور باتباع النبی صلے اللہ علیہ وسلم فیما شرعہ فلا وجہ لمنعہ من تقلید من قال بذلک من المجتہدین محافظۃ علی مذہب التزم تقلید۔

سولھوین صاحب دراسات اللبیب نے لکھا ہے کہ حتی لو ترک مذہب امامہ بقول من سہل تتبعا لرخصۃ لم یکن ملاما کہ اگر کوئی شخص اپنے امام کے مذہب کو ترک کر دے اُسکے کہنے پر جو کہ بسبب مباح ہونیکے کسی امر مین آسانی پاوے از روے شریعت کے تو اُسپر کچھہ ملامت نہین ہوسکتی۔

پس اس سے باطل ہوا وہ قول مقلدین کا کہ تقلید کے چھوڑنے سے آدمی آزاد ہوجاتا ہے اور بہت حرام چیزون کو مباح سمجھتا ہے ایسے کہنے والون سے نے درحقیقت شریعت محمدی کو مشکل کر رکھا ہے اور جو آسانی خدا نے اُسمین رکھی ہے اُسپر عمل کرنے کو الحاد تصور کیا ہے حالانکہ حضرت ابن عباس سے سنن ابو داؤد مین ایک حدیث منقول ہے کہ عن ابن عباس قال کان اھل الجاھلیۃ یاکلون اشیا ویترکون اشیاء تقذرا فبعث اللہ تعالی نبیہ صلے اللہ علیہ وسلم وانزل کتابہ واحل حلالہ وحرم حرامہ فما احل فھو حلال وما حرم فھو حرام وما سکت عنہ فھو عفو۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ اہل جاہلیت بہت سی چیزین کہاتے اور بہتون کو

ناپاک سمجھکر چھوڑ دیتے کہ خدا نے اپنا نبی بھیجا اور اپنی کتاب نازل کی اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام بتلایا پس جسکو اُسنے حلال کردیا وہ حلال ہے اور جسکو اُسنے حرام کردیا وہ حرام ہے اور جس سے سکوت فرمایا وہ مباح ہے اور معاف۔

سترہوین ابن امیر الحاج شرح تحریر مین لکھتے ہین کہ فلوا لتزم مذهبا معينا كابي حنيفة والشافعي قيل يلزم وقيل لا يلزم قال الشارح وهو الاصح لان التزامه غير ملزم اذ لا واجب الا ما اوجبه الله تعالى ورسوله ولم يوجب الله تعالى ورسوله صلى الله عليه وسلم على احد من الناس ان يتمذهب بمذهب رجل من الامة فيقلده دينه في كل ما ياتي وهذا غيره کہ ایک مذہب معین کا التزام کرنا واجب نہین ہے اس لیے کہ واجب وہ ہے جسکو خدا اور رسول نے واجب کیا ہو پس نہ خدا نے نہ رسول نے بندون پر یہ واجب کیا ہے کہ وہ مذہب کسی آدمی کا اُسکی اُمت مین سے اختیار کرین اور خدا کے دین مین کسی کی ایسی تقلید کرین کہ اسی کی باتون کو مانین اور دوسرونکو چھوڑ دین۔

اٹھارہوین ابن غرنی حاشیہ ہدایہ مین لکھا ہے کہ من يتعصب لواحد معين غير رسول الله صلى الله عليه وسلم ويرى ان قوله هو الصواب الذي يجب اتباعه دون الائمة الاخرين فهو ضال جاهل کہ جو شخص تعصب کرے کہ ایک ہی معین شخص کی تقلید لازم ہے وہ گمراہ جاہل ہے۔

انیسوین صاحب دراساۃ نے لکھا ہے کہ العمل بدليل مخالف للحديث

الصحیح حرام علی المقلد کالمجتہد کہ عمل کرنا ایسی دلیل پر جو کہ مخالف ہو حدیث صحیح کے حرام ہے مقلد پر بھی مثل مجتہد کے۔

بیسویں روی الخطیب باسنادہ ان الدراکی من الشافعیۃ کان یستفتی وربما یفتی بغیر مذہب الشافعی وابی حنیفۃ فقیل لہ ھذا یخالف قولیھما فیقول ویلکم حدث فلان عن فلان عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھکذا فالاخذ بالحدیث اولی من الاخذ بقولھما اذا خالفاہ کہ دراکی فقہای شافعی سے کبھی فتوی مخالف مذہب امام شافعی اور امام ابی حنیفہ کے دیتے تو جب کوئی پوچھتا کہ یہہ قول آپکا مخالف اُن دونون امامون کے ہے تو وہ فرماتے کہ جب معلوم ہو گیا کہ یہہ قول پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے تو بس اُسکا لینا چاہیے نہ امام شافعی اور امام ابو حنیفہ کے قولون کا جبکہ اُس سے مخالف ہون۔

اکیسویں ابن جوزی نے لکھا ہے کہ اذا کان للعامی یسوغ کیف لا یسوغ بہ الاخذ بالحدیث فلو کانت سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یجوز العمل بھا وھذہ من ابطل الباطل وقد اقام اللہ تعالی الحجۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دون احاد الامۃ ولا یعرض احتمال خطاء لمن عمل بالحدیث وافتی بہ بعد فھمہ الا اضعاف اضعاف مضاعفہ حاصل لمن افتی بتقلید الا یعنی جبکہ عامی کو مفتی کے قول پر عمل کرنا جائز بلکہ واجب ٹھہرا باوجود احتمال مفتی کی خطا کے تو کیونکر اُسکو جائز نہو گا عمل کرنا حدیث پر پس اگر پیغمبر خدا ہی کی حدیث پر عمل کرنا جائز نہو تو

پھر کسیپر عمل کرنا جائز ہوگا حالانکہ خدا نے اپنی حجت صرف رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیا ہے نہ اور کسی آدمی کو اور یہ سمجھنا کہ عمل بالحدیث مین غلطی کا احتمال ہے باوجود اقرار اس امر کے کہ اُس سے دوچند چہارچند زیادہ غلطیان مفتی کے قول مین ہوتی ہین جنکی تقلید واجب سمجھی جاتی ہے بڑی نادانی ہے۔

بائیسوین مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قرأت خلف امام کے استفتا کے جواب مین فرماتے ہین کہ خواندن سورہ فاتحہ باقتدائے امام مقتدی را نزد ابو حنیفہ ممنوع و نزد محمد ہرگاہ کہ امام خفی بخواند جائز بلکہ اولی و نزد شافعی بدون خواندن فاتحہ عدم جواز صلوۃ و نزد فقیر ہم قول شافعی ارجح و اولی چراکہ بملاحظہ حدیث صحیح لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب بطلان نماز ثابت میشود و قول ابو حنیفہ نیز جا بجا وارد ست کہ جائیکہ مذہب صحیح وارد شود و قول من خلافش افتد قول مارا ترک باید نمود و بر حدیث عمل باید کرد الی قولہ لہذا لازم ست کہ ضم فاتحہ مقتدی بتبعیت امام نیز کردہ باشد تا داخل تابعان مفسرین و محدثین خواہد شد و درین معنے از ترک فاتحہ خلاف حدیث صحیح واقع خواہد شد و چہ عجب کہ صحت این حدیث بامام ابو حنیفہ نرسیدہ باشد ہرگاہ کہ الحال از صدہا و ہزارہا مردم علمای محققین مثل امام بخاری و صاحب مسلم و غیرہم رحمہم اللہ صحت این ثابت شد از ترکش ملام و مطعون خواہد شد۔

تیئسوین مولانا شاہ عبد العزیز صاحب اپنی حالت رویا مین لکھتے ہین کہ ناگاہ جناب حضرت امیر از جناب قبلہ نمایان شدند الی قولہ با فقیر ہمکلام شدند فقیر آن وقت را غنیمت دانستہ در چندیں چیز کہ دران وقت در ذہن حاضر شدہ عرض نمود جواب باصواب یافتہ الی قولہ باز عرض نمود کہ از مذاہب

فقہا کدام یک مختار و پسند جناب ست فرمودند کہ ہیچ پسند نیست یا بطور غنیمت افراط و تفریط بعمل آوردہ اند

یہ اقوال صرف بطور نمونے کے ہمنے نقل کیے اور مثل اسکے صدہا ہزارہا اقوال ہین

جن سے حدیث پر عمل کرنا واجب نکلتا ہے ۔

مقلد ۔ آپ کی اس تقریر سے ثابت ہوا کہ حدیث کا ترک کرنا جائز نہین ہے اور بمقابل

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے کا قول لائق سند نہین پس یہی ہم بہی کہتے ہین

اور ایسا ہی ہمارا عقیدہ ہے ہم بہی امام کو نبی نہین جانتے انکو معصوم نہین کہتے بلکہ ہمارا

اول عقیدہ مجتہدین کی نسبت یہی ہے کہ المجتھد قد یخطی و قد یصیب کہ مجتہد خطا

بہی کرتا ہے اور صواب بہی مگر ہم خوب جانتے ہین کہ ہمارے مجتہدین اور فقہا نے اپنے

ہر ایک قول کو حدیث سے ثابت کیا ہے اور کسی مین مخالفت حدیث کی نہین کی اور جو قول

ظاہر مین مخالف حدیث کے معلوم ہوتے ہین وہ درحقیقت مخالف نہین ہین بلکہ اور احادیث

صحیحہ سے اُنکا ثبوت ہوتا ہے اور امام ابوحنیفہ کے پاس صندوق کے صندوق حدیثون

کے تہے پس ہم اسیواسطے اُنکی تقلید کرتے ہین اور اُنکے اقوال کتاب و سنت سے ثابت

ہین اور مخالف حدیث کے نہین ہین ۔

غیر مقلد ۔ بیشک آپ اپنی زبان سے امام کو نبی نہین کہتے اور اونکی معصومیت کا اقرار

نہین کرتے مگر جو برتاؤ تمہارا اُنکے ساتھ ہے اُس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ تم اُن کو

معصوم جانتے ہو ورنہ خیال کرو کہ یہہ تمہارا کہنا کہ اُنکا کوئی قول حدیث سے معارض نہین اور

بعد اُنکے بہی کوئی حدیث صحیح نہین ملی جس سے کسی مسئلے مین انکا اجتہاد قابل ترک کے ہو

یہ کیا ایسا قول ہے کہ جسکی غلطی ثابت کرنیکے لیے کسی دلیل کی حاجت ہو اگر چارون امام کے سب اقوال موافق حدیث کے ہوتے تو کیون آپس مین اختلاف ہوتا پس یہ اختلاف ہی عمدہ دلیل تمھارے قول کی غلطی کی ہے ؀ —

مقلد — تو معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک امامون نے اپنی اپنی راے سے کام لیا اور خلاف حدیث کے مسئلے اپنے ذہن سے تراش کر بنا لیے اور جو ایسا کرے وہ دشمن اسلام کا ہے تو یہ چارون امام آپ کے عقیدے کے موافق دشمن اسلام کے ٹھہرے ونعوذ باللہ منہ —

غیر مقلد — ہمارا یہ قول اور عقیدہ اُن پاک امامونکی نسبت نہین ہے بلکہ ہم تو اُن کو اس درجے سے بھی بڑا ہوا جانتے ہین جس درجے کا تم اُن کو سمجھتے ہو اور ہم اُنکی پاکی اور نیکی کے معتقد ہین اور اُن کا ایک بڑا احسان اپنے اوپر جانتے ہین کہ اُنکی مساعی جمیلہ سے راہ شریعت کی کشادہ ہوئی خداے تعالی اُنکے نیک کامون کا نیک بدلا دے مگر یہ سمجھتے ہین کہ جہان تک اُنکو احادیث پہونچین اُسپر اُنھون نے عمل کیا اور جن مسائل مین اُنکو حدیث نملی وہان اجتہاد کیا اور جہان تک اُنسے بہ نیک نیتی ہوسکا اپنے آپ کو غلطی سے بچایا مگر وہ معصوم نہ تھے کہ اُن سے غلطی نہوتی علاوہ برین پیچھے کر کے حدیث مل گئی سو اگر وہ زندہ رہتے تو ضرور اُس مسئلے مین اپنے اجتہاد کو ترک کر دیتے اور اسی لیے وہ ہمیشہ کہتے رہے کہ حدیث کے ملنے کے بعد ہمارے قول کو نہ ماننا اگر وہ امام اپنی راے کو دخل دیتے

؀ یہان اس جواب کو ہمنے مختصر کر دیا اس لیے کہ اس مضمون کے تتمے مین ہمنے نہایت تفصیل کے ساتھ جواب اس امر کا دیا ہے اور بہت سی روایات فقہیہ کی مخالفت حدیث سے ثابت کی ہے —

اور تم لوگون کی طرح حدیث پاکر اور اُسکی صحت پر مطلع ہوکر چھوڑ دیتے تو بیشک آنکی بابت پر
اعتراض ہوتا حقیقت مین تم اُنکے مقلد نہین ہو ہم اُنکے مقلد ہین کہ اُنکے قول پر چلتے ہین
کہ وہ صاف فرما گیے ہین کہ حدیث پر عمل کرو اور کسی کے قول کو نہ دیکھو لیکن بعد اُنکے جو
اور لوگ ہوے اور جنہون نے تقلید مین تعصب کو دخل دیا اُنکو بیشک ہم اچھا نہین جانتے
اور اُنکی باتون پر نہین چلتے گو تمہارے نزدیک وہ محقق ہون یا علامہ علاوہ اسکے آپ
تقلید صرف ائمہ اربعہ رضی اللہ تعالی عنہم کی نہین کرتے بلکہ اُنکے مقلدین کی تقلید کرتے
ہو اس لیے کہ جتنے مسئلے اور احکام فقہ کی کتابون اور فتاوون مین لکھے ہوے ہین یہ
بھی تو سب اُنہین امامون کے نکالے ہوے نہین ہین بلکہ اُنکے بعد اور عالمون اور فقیہون
نے اُنکے اصول پر نکالے ہین اور تم سب کو مثل مسائل نکالے ہوے امامون کے مانتے
ہو اس وجہ سے کہ وہ اُنکے اصول کے پابند ہین پس اگر تم صرف اُنہین امامون کے نکالے
ہوے مسئلون کی تقلید کرتے تب بھی خیر بلحاظ اُنکی بزرگی اور پاکی کے تمکو نامناسب
نہوتا مگر جب کہ سارے مسئلے اُنکے نکالے ہوے نہین ہین تو تعجب ہے کہ اُنکے
اصول کی پابندی سے جو مسئلے پچھلے عالمون نے نکالے ہون اور جسمین اُنہون نے
غلطیان بھی کی ہون بلکہ خود اپنے امامون کے اقوال سے بعضے حالات مین بوجہ نافہمی
وغیرہ کے مخالفت کی ہو اور اُنکے بعضے فتوے اور مسئلے امامون کے اصول کے
مطابق بھی نہ رہے ہون مگر باایہمہ اُنکو تم مانو اور جو کتاب وسنت کو اصول سمجھکر اُسکی
پابندی سے مسئلے نکالے اور واسطہ در واسطہ کو چھوڑکر اصل ماخذ سے شرع کے احکام

سے اُسکو تم بُرا جانو حقیقت مین یہ ایک نہایت تعجب کی بات ہے۔

مقلد۔ کیا ہمارے پچھلے علما نے دیدہ و دانستہ حدیث کی مخالفت کی ہے۔

غیر مقلد۔ مین کیونکر اپنی زبان سے کہون مگر مین تمہارے ہی فقہا کے اقوال کو تمثیلا نقل کرتا ہون ذرا کان لگا کر سنو اور تقلید کے نتیجون پر افسوس کرو ملا علی قاری اپنے رسالے مین جو اشارے کی نسبت لکھا ہے فرماتے ہین فالجاھل بالاخبار النبویۃ والآثار المصطفویۃ الخ ÷ کہ جو شخص اخبار نبوی و آثار مصطفوی کو نہین جانتا ‡ جب اُسنے دیکھا کہ بعض تو بسبب مسنون ہونے کے اشارہ تشہد مین کرتے ہین اور بعض یا جہل یا کسل اپنے کے سبب سے نہین کرتے تو یہہ کہنے لگا کہ اُسکا ترک کرنا اولی ہے بعد اُسکے دوسرا شخص ہوا اور اُسنے یہ زیادہ کیا کہ اشارہ کرنا مکروہ ہے مگر کراہت سے مراد اُسکی کراہت تنزیہی ہے پھر تیسرا شخص ہوا اُسنے کہا کہ جو اگلے لوگ کہہ گیے ہین کہ مکروہ ہے مراد مکروہ سے مکروہ تحریمی ہے اس لیے اُسنے فتوی دیا کہ اشارہ کرنا حرام ہے پس خیال کرو کہ بسبب جہالت اور غفلت کے سنت مشہورہ امور منہیہ مین داخل ہوگئی اور فعل پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کا حرام ٹھہر گیا اور حرام کی تعریف یہی ہے کہ جسکی حرمت بدلیل قطعی کتاب و حدیث سے ثابت ہو اور یہ قواعد مقررہ سے ثابت ہے کہ مباح کا حرام کرنا حرام ہے نہ کہ ایسی سنت کا جو حضرت

÷ در اساۃ کے حاشیہ پر یہ اصل عبارت لکھی ہوئی ہے جو چاہے دیکھ لے ہمنے بسبب طول کے چھوڑ دی ہے اور فقط ترجمے پر قناعت کی۔

‡ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے بھی اشارے کے جائز ہونے بلکہ مسنون ہونے کی نسبت بہت کچھہ فرمایا ہے چنانچہ لوامع الالہام نے اُنکے قول کو اسطرح نقل کیا ہے کہ چون نرسید بعضے را سنت نہ قول ائمہ منع کردند آنرا بقیاس کتاب و سنت و قیاس و اجماع مخالف نص باطل باشد پس خطا کردہ و تقلید او در خطا حرام بود والی قولہ دفضل اشارت بسیار است و درین مختصر نہ گنجد وائے بر کسی کہ ازین فضل محروم باشد۔

صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو پس جو علامہ کیدانی نے اُسکی حرمت کا فتویٰ دیا ہے اُسکی برائی پر یہی دلیل کافی ہے کہ اُسنے سارے اہل حدیث کی اہانت کی اور بعد اس قول کے ملا علی قاری لکھتے ہین ولولا حسن الظن بالکیدانی وتاویل کلامہ بسببہ لکان کفرہ صریحا وارتدادہ صحیحا فہل یحل لمؤمن باللہ تعالیٰ ان یحرم ماثبت بفعلہ صلی اللہ علیہ وسلم ما کاد نقلہ ان یکون متواترا کہ اگر علامہ کیدانی کے ساتھہ حسن ظن نہوتا اور اُسکی کلام کی تاویل نہوسکتی تو اُسکے کفر وارتداد مین کچھہ شک نہ تہا کیا جائز ہے خدا پر ایمان لانیوالے کو کہ وہ حرام کردے اُس چیز کو جسکا کرنا ثابت ہوا ہو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اور جسکی نقل قریب بتواتر کے ہو +

پس جبکہ تقلید سے یہ نوبت پہونچ گئی ہو اور احادیث نبوی سے ایسے ایسے بڑے فقہا کی بیخبری کا یہ حال ہو تو اُسی کو واجب جاننا اور عمل بالحدیث کو بدعت کہنا وہ دین و مذہب ہے جسکو کچھہ بھی تعلق اسلام سے نہین ہے۔

مقلد۔ ایک دو شخصون نے اگر ایسی غلطی کی تو اس سے الزام سب پر عائد نہین ہوتا تقلید کے فائدون کو دیکھو اور جو آسانی مسائل کے معلوم کرنے کی فقہا نے پیدا کی ہے اُسپر انصاف کرو۔

غیر مقلد۔ آپ کو شاید اپنے مذہب کے علما کے قولون پر بھی اطلاع نہین ہے حضرت یہی مسئلہ اشارے کا ایسا ہے کہ جسپر صدہا عالمون نے مخالفت حدیث کی کی ہے

+ بعضے علماے حنفیہ نے اسکا یہہ جواب دیا ہے کہ اشارہ کرنا نمازمین خلاف وقار وسکینہ کے ہے مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب اُسکے جواب مین فرماتے ہین کہ ہرگز گوید فعل پیغمبر راکہ این خلاف وقار وسکینہ ہست خصوصًا در نماز باتفاق جمیع مومنین کافر گردد۔

اور صرف تقلید کی سبب سے اُسکو مکروہ اور حرام کہا ہے اور اس بیچارے ملا علی قاری کے رسالے کا جواب لکھا ہے چنانچہ صاحب لوامع الالہام نے رسالہ اُسکے ردمین لکھا ہے وہ ملا علی قاری کے اس قول کی نسبت لکھتے ہین کہ انچہ علی قاری در جواز این فعل منہی اصرار نمودہ سخنہا گفتہ کہ کسی کم گفتہ باشد واراوہ ابطال مسئلہ اجتہاد و تقلید کردہ ہر آینہ این مخبر از فساد اعتقاد ویست پس معلوم ہوا کہ جو شخص ذرا بھی تقلید کو چھوڑے اور حدیث پر عمل کرے وہ فاسد الاعتقاد ہے سبحان اللہ یہ عجیب دین و مذہب ہے کہ جسپر آدمی ایمان لایا ہو اُسکے قول کو ماننا اور اُسپر عمل کرنا دلیل فساد اعتقاد پر ہووے۔

چوبیسوین تقلید کے فائدون اور خوبیون کو ہمارے علما کی کتابون مین ملاحظہ کرو اور جو کچھہ آپ اعتراض کرتے ہین اُن سبکا جواب دیکھو خصوصًا شرح سفر السعادت اور تفسیر احمدی وغیرہ مطالعہ کرو تب آپ کے سب شبہات دور ہو جاوین۔

غیر مقلد۔ ہمنے سب کو دیکھا اور خوب غور کیا پس بعضون نے کی مین تو اُنکی سادگی طبیعت کا اثر پایا اور بعضون کی تقریر پر مقولہ الحب یستر العقل کا یاد آیا اور اکثرون کی باتون کو تو صرف تعصب سے بہرا ہوا پایا مگر یہہ ہم نہین کہتے کہ سب علما اور فقہا نے دیدہ و دانستہ حدیث کی مخالفت کی ہے یا معاذ اللہ وہ سب کے سب پابند ہوا و ہوس کے تھے بلکہ ہم اکثر علما کو نیک اور پاک جانتے ہین اور اُنکی نہایت دل سے تعظیم اور بزرگی کرتے ہین لیکن اُنکی دو قسمین ہین ایک تو وہ جنہون نے اپنی نیکی اور پاکی کے ساتھہ تحقیق کو بھی دخل دیا اور کتاب و سنت پر تمسک کر کے فقہا سے اختلاف کیا اور اجتہاد کو تقلید سے

بہتر جاننا اور دوسرے وہ علما ہین جنھون نے باوجود نیکی اور پاکی کے صرف تقلید ہی کو اچھا جانا اور کتاب وسنت کو نہ یہہ سمجھکر کہ واجب الاتباع نہین ہین بلکہ یہہ خیال کر کے کہ جو کچھہ اگلے لوگ لکھہ گیے ہین اور استخراج کر گیئے ہین وہ کافی ہے اور مطابق کتاب وسنت کے سب ہے اپنا متمسک نہ بنایا اور نہ تعصب سے بلکہ نیکی اور محبت اور مصلحت سے تقلید ہی کو اچھا جانا پس ان دونون علما کی نسبت ہم نہ اپنے دل مین کچھہ برا خیال کرتے ہین نہ انکی شان مین ہم کچھہ کہتے ہین بلکہ ہم انکو تہسے ہی بڑے نیک اور پاک جانتے ہین مگر ایسے علما کو چھوڑکر بہت سے علما ایسے ہوے ہین جنھون نے تعصب ہی کو دخل دیا اور اپنے علم و فضل کے دکھلانے اور اپنی بات کی پیروی کرنے مین دیدہ و دانستہ حق کو چھوڑا اور نہ صرف نیکی سے اور نہ فقط محبت سے اور نہ محض مصلحت کے خیال سے بلکہ اپنی نفسانیت سے کہلی ہوئی حدیثون کو پس پشت ڈالا اور تاویلات بعیدہ سے انپر خط نسخ کہینچا اور ہیچ دلیلون سے اپنے اقوال کو ثابت کیا ایسے علما کے اگر حالات اور مثالین اور نام لکھے جاوین تو ایک دفتر کا دفتر ہو جاوے + لیکن یہہ کچھہ ضرور نہین ہے کہ جو آدمی نیک اور اچھا ہو اسکی سب باتین واجب التسلیم ہون اس لیے ہمنے مانا کہ بعضے عالم نیک اور بزرگ تقلید کو اچھا جانتے تھے یا فرض کیا کہ وہ اسے واجب سمجھتے تھے مگر ہمارا اس قول کو انکی غلط جاننا اور انکی اس راے کو نادرست سمجھنا انکی بزرگی پر الزام لگانا نہین ہے یہی غلطی آپ کی سمجھہ کی ہے اور اسی سے سب کو مغالطہ ہوتا ہے

+ دیکھو احیاء العلوم کی کتاب علم اور کتاب غرور کہ ایسے علما کی نسبت کیا لکھا ہے۔

کہ جو آدمی نیک اور بزرگ ہے اُسکی سب باتین ماننے کے لائق ہین حالانکہ یہ حق کسی کا نہین ہے سواے اسکے جو معصوم ہو اور جسکی نسبت اللہ جلشانہ نے فرمادیا ہو کہ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی ۔

مقلد ۔ نہایت تعجب کی بات ہے کہ آپ علما اور فقہا کے اقوال ماننے کو بُرا سمجھتے ہین اور اُنکی باتون کو خلاف حدیث کے جانتے ہین آخر علما کی باتون کو تو ہم اسی لیے مانتے ہین کہ وہ خدا اور رسول کی باتون کو سمجھتے ہین اور اُس سے واقف ہین ۔ اس وجہ سے ہم اُنکی باتون کو مانتے ہین کہ وہ دیدہ و دانستہ خدا اور رسول کے مخالف باتین کرتے ہین اور خدا کی اور اُسکے رسول کی باتون کو سواے علما کے کون سمجھہ سکتا ہے پس جسپر بہت سے علما فقہا جمع ہون اُسی کو ہم خدا اور رسول کے حکم کے موافق سمجھتے ہین اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہی کہ لا یجتمع امتی علی الضلالۃ کہ میری امت ضلالت پر جمع نہوگی اور چونکہ آپ علما فقہا کے دشمن ہین اس لیے ہم آپ کی باتون کو خلاف خدا و رسول کے سمجھتے ہین اور علما کی دشمنی کو ہم نشانیِ ضلالت سمجھتے ہین ۔

غیر مقلد ۔ ہم اس امر کو تسلیم کرتے ہین کہ ہم تمام اُن لوگون کو جو کہ علما اور فقہا کہلاسے جاتے ہین اور جنکے علم اور مولویت سے کہ آپ معتقد ہین اپنا پیر و مرشد نہین جانتے اور اُنکی سب باتون کو نہین مانتے مگر یہہ غلط ہے کہ ہم علما فقہا سے عداوت رکھتے ہین اور اُن مین کچھہ تمیز نہین کرتے اور سب کو بُرا سمجھتے ہین یا اُنکے

سارے قولون کو غلط جانتے ہین اس لیے ہم چند باتین آپ سے بیان کرتے ہین جس سے آپکے یہہ سارے شبہات دور ہو جاوین سب سے پہلے اس امر کو سوچنا چاہیے کہ علماء سے محبت اور عداوت کی کیا وجہ ہے اور اُن کے قولون کا ماننا نہ ماننا کس اصول پر مبنی ہے پس اُن کے ساتھہ محبت اور عداوت کی وجہہ صرف یہی ہے کہ ہم جس معصوم پر ایمان لاے اور جس صاحب شریعت کے دین مین داخل ہوے اُس سے ہمکو دینی محبت رکھنا فرض اور امر ضروری ہے پس جو شخص ہمکو ہمارے اُس محبوب تک پہونچا دے اور اُسکی باتین ہمکو سکھلا دے اُس سے لامحالہ ہمکو محبت ہو گی اور رسول کا رسول سمجھکر ہم اُسکے ساتھہ خواہ مخواہ محبت کرینگے پس جن عالمونکو ہم جانتے ہین کہ وہ پاک اور پاک تھے یا ہین اور سچی راہ ہمارے رسول کی ہمکو اور ساری امت کو بتلاتے تھے اور بتلاتے ہین اور جنکی ذات سے دین کو بہت سا فائدہ ہوا ان سے ہم محبت رکھتے ہین اور اپنی ساری جان اور دل سے اُنکی تعظیم کرتے ہین اس لیے کہ علت محبت کی اُنمین موجود ہے اسیطرح پر جن مولویون کو ہم جانتے ہین کہ وہ متعصب اور جاہل تھے اور جنکے تعصب اور جہالت سے دین کو نقصان پہونچا اور جنہون نے اپنی نفسانیت اور دنیا طلبی یا حماقت اور نادانی سے وہ طریقہ جاری کیا جس سے ہم اپنے محبوب تک نہ پہونچ سکین اور بیچ ہی مین بھٹکتے رہ جاوین تو ضرور ہم اُن سے عداوت رکھتے ہین اس لیے کہ وجہ محبت کی اُنکی ذات سے مفقود اور علت عداوت کی موجود ہے پس فقط عالم ہونا یا فقیہہ ہو جانا کافی نہین ہے بلکہ اسکے ساتھہ نیک اور پاک اور متقی اور مصداق لایخافون لومة لائم ہونا بھی ضرور ہے پس اگر ہم اُن لوگون کے ساتھہ محبت رکھین جو کہ رسم

ورواج کے پابند تھے یا جنکے دل کو تعصب نے سیاہ کر دیا تھا یا جنکی آنکھون پر پردہ جہالت کا پڑ گیا تھا اور جنہون نے دیدہ ودانستہ امت کو اسکے پیغمبر سے چھوڑانا چاہا اور اپنی پوچ ولچر باتون سے لوگون کو بہکایا تو حقیقت مین یہ دوستی رکھنا اسلام کے ساتھہ دشمنی کرنا ہے اگر ہم علما وفقہا کے دشمن ہوتے تو ضرور چارون امام اور انکے خاص تلامذہ کے دشمن ہوتے حالانکہ ہم اُنکو وارث انبیا سمجھتے ہین اور علماے ربانی جانتے ہین اور اپنے سارے دل وجان سے انکی تعظیم کرتے ہین اور اُنکا شکر کرتے ہین جیساکہ انکے اُن تقلید کرنے والون کو جنہون نے حدیث پر عمل کرنے کو ناجائز کر دیا اور تقلید کو واجب اور فرض ٹھہرادیا برا اور متعصب جانتے ہین باقی رہا یہ امر کہ جن علما کو ہم بہی نیک اور پاک جانتے ہین اُنکی سب باتون کو کیون نہین مانتے اُسکا یہ سبب ہے اگر ہم اُن کو معصوم جانتے اور اُنکو صاحب الہام سمجھتے اور ہمارا یہ عقیدہ ہوتا کہ جبرئیل اُنپر نازل ہوتے تھے اور وہ فقہ اور احکام مسائل اُنکو بتلاجاتے تھے تو ضرور ہم اُنکے قول اور فعل ہی کو واجب العمل جانتے مگر جبکہ ہم کسی بڑے سے بڑے مجتہد اور نیک سے نیک عالم اور فقیہہ اور امام کے اجتہاد اور امامت پر اعتقاد رکھینگے تو پہلا کلمہ طیب ہماری زبان سے یہ نکلیگا کہ المجتہد قد یخطی وقد یصیب تو پہر کیونکہ ہم اُسکے برخلاف اُنکو معصوم جانینگے اور معصومیت پر اعتقاد رکھنے یا نہ رکھنے کا ثبوت نہ صرف زبان کے اقرار وانکار سے ہوتا ہی بلکہ اُس برتاوے سے جو ہم اُنکی باتون کی نسبت کرتے ہین پس جس نے اُن کی سب باتون کو مانا اور باوجود غلطی کے یہہ سمجھہ کر

کہ ضرور کچہہ نہ کچہہ سبب اسکا ہوگا اُسی پر عمل کیا بلا شک اُسنے اُنکو معصوم جانا گو ہزار زبان سے انکار کرے اور جس نے اُنکی باتون مین اُن باتون کو نہ مانا جو کہ مخالف حدیث کے ہوئین اُسنے اپنے دعوے کو پایۂ ثبوت پر پہونچایا۔

مین نہایت حیران ہون کہ باوجودیکہ مقلدین کا دعوی تو یہہ ہے کہ المجتہد قد یخطی وقد یصیب اور یہہ عمل ہے کہ امام کے اجتہاد کے برخلاف کرنا کسی کو جائز ہی نہین ہے اور اُسی کی تقلید واجب ہے۔

اب ہم اس امر پر غور کرتے ہین کہ ائمۂ اربعہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے سچے پیرو ہم ہین یا کہ اُنکے مقلدین تو ہم بخوبی اپنے سچے دل سے یقین کرتے ہین کہ سچے پیرو اُنکے ہم ہین نہ وہ لوگ جو کہ تقلید کا دعوی کرتے ہین اس لیے کہ پیروی اُنکی وہ جہوٹی محبت نہین ہے جس سے وہ اُس درجے پر پہونچے ہوے سمجھے جاوین جسکے وہ مستحق نہین ہین بلکہ اصل پیروی اُنکی وہ ہے کہ جو کچہہ اُنہون نے کہا ہو اُسپر عمل کیا جاوے پس اگر کوئی شخص مسلمان ہوکر براہ محبت یہ عقیدہ رکہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تہے ونعوذ باللہ من ذالک تو اُسنے آنحضرت کو اُس درجے سے بڑہا دیا جو کہ خدا نے حضرت کو عنایت فرمایا اس لیے کہ حضرت بندے تہے نہ خدا اسی واسطے آپنے کلمہ شہادت مین اپنی عبودیت کو داخل کردیا اور صاف صاف فرمادیا کہ یون سمجہو اور یون کہو کہ محمدًا عبدہ ورسولہ پس جسنے اُسکے برخلاف کیا وہ دشمن آنحضرت کا ہے نہ پیرو اسیطرح اگر کوئی شخص یہ سمجہے کہ ائمۂ اربعہ معصوم تہے تو اُسنے اُنکو اُنکی درجے سے بڑہا دیا اس لیے

کہ وہ مجتہد تھے نہ معصوم اسیواسطے اُن اماموں نے صاف فرمادیا کہ ہم مجتہدین نہ معصوم والمجتہد قد یخطی وقد یصیب پس باوجود انکے اس کہہ دینے کے جسنے اُسکے برخلاف اُنکے سب قولوں کو خطا اور غلطی سے محفوظ جانا وہ اُنکا دشمن ہے نہ پیرو۔

کوئی خوف آنحضرت کو اس سے زیادہ نرہتا تھا کہ لوگ خدا نہ سمجھنے لگین اسیواسطے باربار فرماتے تھے کہ انا عبدہ ورسولہ وانما انا بشر مثلکم اور جب کوئی ایسی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتا جس سے شرکت ساتھہ خدا کے نکلتی اُسی وقت رنگ چہرے کا متغیر ہوجاتا اور خفہ ہوجاتے اور فرماتے کہ جعلتنی للہ ندا جعلتنی للہ ندا کہ خدا کا مجھے شریک بناتا ہے تاکہ ایسا نہو کہ خدا خفا ہوجاوے کہ تم میری خدائی اور توحید کو پہیلانے گیے تھے یا کہ اپنے آپ کو میرا شریک بنانے کو پس بعینہ ان چاروں اماموں کو بھی کوئی خوف اس سے زیادہ اپنے اجتہاد مین نہ تھا کہ ایسا نہو کہ لوگ اُنکو معصوم جاننے لگین اور اُنکے قولوں کو بمقابل احادیث کے واجب العمل جانکر حدیث کو چھوڑ دین اسی واسطے باربار اُنکی پاک زبانوں سے یہی نکلتا رہا کہ المجتہد قد یخطی وقد یصیب چنانچہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ برابر یہی کہتے رہے کہ لا ینبغی لمن لا یعرف دلیلی ان یفتی بکلامی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا تادم مرگ یہی قول رہا کہ اذا صح الحدیث فھو مذھبی امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ چلا چلا کر یہہ کہتے رہے کہ لا تقلدنی ولا تقلدن مالکا اور یہہ خوف ان اماموں کا اسی وجہ سے تھا

کہ ایسا نہو کہ پیغمبر صاحب ہمسے خفہ ہو جاوین کہ تم مجتہد اور امام میری شریعت کے
مسائل بتلانے کے لیے ہوے تھے یا کہ اُسکے باطل کرنے اور اپنے مذہب
کے جاری کرنے کے لیے تم عالم اور فقیہ میری احادیث کے اوپر عمل کرانے کے
لیے ہوے تھے یا کہ اُسپر عمل کو حرام کرنے کے لیئے پس اسیواسطے یہہ بزرگ ڈرایئے
اور لوگون کو سمجہاتے رہے مگر جسطرح پر کہ بعض لوگون نے پیغمبرون کو باوجود اُنکی
فہمایش کے خدا کا شریک کر دیا اسی طرح ان مقلدین متعصبین نے امامون کو باوجود اُنکی
تاکید اور ممانعت کے معصوم بنا دیا پس اگر وہ فرقہ اپنے پیغمبر کی ایسی جہوٹی محبت سے
قابل تعریف کے ہے تو ضرور مقلدین بھی لائق مدح و صفت کے ہین ورنہ دشمنی کا
نام دوستی اور مخالفت کا نام اطاعت رکھا ہے۔

پس جبکہ خاص چارون امام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سب اقوال کو نہ ماننا اور اُسکی
جانچ خدا اور رسول کے کلام سے کرنا دلیل ایمان اور توحید فی صفۃ النبوۃ کی ہو تو پہر اور
علما کا کیا ذکر ہے اس لیے مسلمان کا کام ہے کہ وہ خدا اور رسول کے کلام کو مقدم
رکہے جسکے کلام کو اُسکے مطابق پاوے اوسے صحیح جانے ورنہ کانا ے یدبرش
خاوند اُسکو قبول نہ کرے یہ کلام مسلمان کا نہین ہے کہ اندہا بن جاوے اور اپنی
آنکھون کو قرآن و حدیث سے بند کرلے اور اپنے کانون تک اُنکی آوازین نہ آنے
دے بلکہ اَور لوگون کے قولون کو ڈہونڈہتا پہرے کہ زید نے کیا کہا ہے عمرو نے
کیا فرمایا ہے اور بغیر ملانے قرآن و حدیث کے بغیر جانچے اُسکے اُنکی باتون کو

مان لے اور نہ صرف ماننا بلکہ اُنکی سب باتون پر ایسا یقین کرلے کہ اُسمین غلطی کا احتمال ہی نہین ہے اور باوجودیکہ خود بہی صریح حدیث سے مخالفت اُنکے قول کی سمجھ لی مگر حدیث مین شبہہ کرے لیکن اُنکے قول مین شبہہ نکرے حدیث کو تو چہوڑدے مگر اُنکی بات کو نہ چہوڑے پس اگر یہہ شرک فی صفة النبوة نہین ہے تو کیا ہے بلکہ میرے نزدیک تو شرک فی صفة النبوة سے بہی بڑہکر ہے اس لیے کہ اگر نبی کو شریک اپنے امام کا رکہتے تو کبہی حدیث پر بہی عمل کرنا جائز سمجھتے حالانکہ منجملہ لاکہہ مسئلون کے ایک مسئلے مین بہی مخالفت امام کی اور عمل حدیث پر جائز نہین ہے اور باوجود اس عقیدے اور ایسے برتاؤ کے کیا بہلا معلوم ہوتا ہے جب مقلدین کی زبان سے یہہ بات نکلتی ہے کہ ہم کیا اپنے امام کو معصوم جانتے ہین معلوم نہین کہ معصوم کے لفظ کے کیا معنی ہین۔

حقیقت یہہ ہے کہ مقلدین کا یہہ کہنا کہ جو لوگ حدیث پر عمل کرتے ہین وہ دشمن علما اور فقہا کے ہین صرف ایک دہوکا اور مغالطہ ہے تاکہ عوام کو نفرت پیدا ہو اس لیے کہ یہہ تو وہ جانتے ہین کہ علما انبیا کے وارث ہوتے ہین اور اُنہین سے لوگ ہدایت پاتے ہین تو جو لوگ اُنکے دشمن ہونگے وہ ضرور دشمن اسلام کے ہونگے حالانکہ ہم تو اُن علما کے خاک پا ہین جو کہ ورثة الانبیا ہین اور اُنکی زیارت کو بہی عبادت جانتے ہین مگر اُن لوگون کو جو کہ نام کے مولوی اور عالم ہین اور حقیقت مین دین کے خراب کرنیوالے اُنکے ہم دشمن ہین اور ہم کیا ہمارے آخری امام مہدی بہی اُنکے دشمن ہونگے جیسا کہ

عارف باللہ شیخ محی الدین ابن عربی نے فتوحات مکیہ مین لکھا ہے کہ اذا خرج الامام المہدی
علیہ السلام فلیس لہ عدو مبین الا الفقہاء خاصۃ فانہم لا یبقی لہم ریاسۃ
ولا تمییز عن العامۃ بل لا یبقی لہم علم بحکم الا قلیلا ویرتفع الخلاف من
العالم بوجود ہذا الامام ولولا ان السیف بیدہ لافتی الفقہاء بقتلہ
ولکنہم یعتقدون فیہ اذا حکم بغیر مذہبہم انہ علی الضلالۃ فی ذالک الحکم لا
یعتقدون ان اہل الاجتہاد وزمانہ قد انقطع وما بقی مجتہد فی العالم
وان اللہ سبحانہ لا یوجد بعد ائمتہم احد لہ درجۃ الاجتہاد جسوقت امام
مہدی علیہ السلام خروج کرینگے کوئی انکا ایسا کھلا ہوا دشمن نہوگا جیسا کہ فقیہ اور مولوی
ہونگے اس لیے کہ انکی ریاست جاتی رہیگی اور ان مین اور عوام مین کچھہ فرق وتمیز
نرہیگی اور انکا حکم باقی نہ رہیگا اور اگر اس امام کے پاس تلوار نہووے تو ضرور اسکے قتل کا
فتوی فقہا دیدین اور مرواڈالین اور جب کبھی امام مہدی موافق ان چارون اماموں کے
مذہب کے فتوے نہ دینگے تو وہ فقہا سمجھینگے کہ یہہ گمراہ ہے اس لیے کہ انکے نزدیک
اہل اجتہاد باقی ہی نہین رہا اور اسکا زمانہ منقطع ہوگیا اور دنیا مین کوئی مجتہد پایا نہین
جاتا گویا انکے نزدیک خدا نے بعد انکے امامون کے ایسے آدمی کا پیدا کرنا بند کردیا جسکو
اجتہاد کا درجہ ہو —

حقیقت مین مقلدین جس طرح پر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیا سمجھتے
ہین اسپنے اپنے امامون کو خاتم الائمہ جانتے ہین اور جب امام مہدی سے امام کو ترک

تقلید سے کافر اور گمراہ جانینگے اور واجب القتل سمجھینگے تو پھر ہم ایسے فرقے سے کیا شکایت کرین اور اپنی نسبت گمراہی اور ضلالت کے فتوے سُنکر کیون رنجیدہ ہون حضرات کو اختیار ہے جو چاہین سو کرین دین کو خود برباد کرین اور کافر اور مستحق قتل ہمکو بتاوین کیا انصاف ہی ع تو مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر۔

اب مین اُن شبہات کو جو علما کی مخالفت کے سبب سے پیدا ہوتے ہین صرف ایک محقق کے قول کو نقل کر کے دور کرتا ہون یعنی ابن قیم جسنے نہایت خوبی سے اس شبہے کو رفع کیا اور سارے خطرات کو دور کر دیا قال ابن قیم اذا جاءت هذه الى الخ+ یعنی جبکہ کسی مسلمان کے نفس مطمئنہ کو اس طرف رجحان ہوتا ہے کہ وہ خاص پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کی خالص متابعت کرے تو نفس امارہ کی مزاحمت لوگون کے قولون اور رایون سے اُسکے ارادہ کے ظہور کے لیے ہوتی ہے پس نفس امارہ ایسے شبہات ڈالتا ہے جن سے کمال متابعت پیغمبر خدا کی آدمی نہ کر سکے وہ خدا کی قسم دلاتا ہے کہ میری غرض سوائے نیکی اور احسان اور توفیق خیر کے اَور کچھہ نہین ہے حالانکہ خدا خوب جانتا ہے کہ وہ جھوٹا ہے اور اصلی غرض اُسکی یہہ ہے کہ وہ اپنی خواہشات کو پورا کرے اور متابعت کے جیلخانہ سے نہ نکلنے دے اور نفس امارہ ایسے شخص کو دھوکا دیتا ہے کہ خالص پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تبعیت کا قصد کرنا اور آنحضرت کے قول کو سب علما کی رایون پر مقدم سمجھنا گویا سارے عالمون اور تمام فقیہون کی شان مین

+ ہمنے بسبب طول ہونے کے اصل عبارت کو نقل نہین کیا صرف ترجمے پر قناعت کی ہے اور اصل عبارت دراساۃ کے صفحہ ۱۴۳ مین منقول ہے۔

نقص لگاتا ہے اور اُنکے ساتھ بے ادبی کرنا ہے کہ اُن مین سے کسی نے پیغمبر صاحب
کے قول پر عمل نہ کیا اور سبھون نے خودرائی کی اور یہ کیسی بدظنی ہے کہ سارے مولوی
اور فاضل اور بڑے بڑے جو ہوے وہ تو گنہگار رہے اور غلطی پر اور ہم ثواب ڈھونڈتے ہین
حالانکہ یہ قوت اور طاقت ہمکو کہان ہے کہ ہم اُن بزرگونکے قولونکو رد کرین اور اُنکی غلطی اور خطا
نکالین پس ان باتون کے خطرات دل مین ڈالکر نفس امارہ قسم کہاتا ہے کہ خدا شاہد ہے
کہ میری اور کچھہ غرض سواے احسان اور توفیق کے نہین ہے کہ اسی دہوکے
مین بہت سے لوگ آجاتے ہین پس ایسی باتونکو نہ ماننا اور ایسے دہوکے مین نہ آنا
چاہیے اولئك الذين يعلم الله ما في قلوبهم فاعرض عنهم وعظهم وقل
لهم في انفسهم قولا بليغا اور خالص متابعت کرنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ جو
کچھہ آنحضرت لاے ہین اُسکے سامنے نہ کسی قول کو دیکھے نہ کسی کی راے پر لحاظ کرے
کوئی کیون نہو بلکہ اول صرف حدیث کی صحت کی تحقیق کرلے پہر اگر اُسے صحت ہوجاوے
تو اُسکے معنے سمجھے جب معنی سمجھہ لے تو ہرگز اُس سے عدول نکرے گو تمام مشرق سے
لیکر مغرب تک اُس سے مخالف ہون اگرچہ ایسا کبھی ممکن نہین ہے کہ نعوذ باللہ کوئی حدیث
ایسی ہو کہ امت محمدی مین کوئی اُسکا قائل اور عامل نہو ہان یہ ممکن ہے کہ ہر کسی کو معلوم
نہو کہ کون شخص اُس حدیث کا عامل ہوا ہے یا ہے پس نہ جاننا ایسے آدمی کا جو کہ اُس
حدیث کا قائل اور اُسپر عامل ہو خدا کے نزدیک اُس شخص کے لیے حجت نہین ہوسکتی جو کہ حدیث
کی صحت پر اطمینان کرکے اور اُسکے معنی سمجھہ کر حدیث کو چھوڑے اور اُسپر عامل نہو پس جب تک

کسی نص کو پاوے تو تجھے چاہیے کہ اُسپر عمل کر اور یہ سمجھ لے کہ ضرور کوئی نہ کوئی اور بھی اِسکا قائل اور اُسپر عامل ہوگا تجھکو اُسکی خبر نہین ہوئی اور اِس سے تو اور علما کی محبت اور حفظ مراتب مین شبہہ نکر اس لیے کہ مجتہدین اور علما سے خطا بھی ہوجاتی ہے اور اُس مین بھی اگر وہ بدنیتی ہی نہ کرین مستحق ایک اجر کے ہوتے ہین لیکن اس سے یہ لازم نہین ہے کہ اُنکے غلط قول کی تبعیت کی جاوے اور صاحب شریعت کے کھلے احکام چھوڑ دیے جاوین صرف یہ خیال کر کے کہ جن علما اور فقہا نے اس قول پر عمل نہین کیا وہ ہم سے زیادہ عالم اور بزرگ تھے اور ہمکو اُن کا سا مرتبہ حاصل نہین اس لیے کہ جن لوگون نے اُس نص پر عمل کیا ہے وہ بھی تجھ سے زیادہ عالم تھے تو تو نص پر عمل کرنے مین کیون اُنسے موافقت نہین کرتا اور یہ تو ممکن بھی نہین ہے کہ کوئی نص موجود ہو اور کسی نے اُسپر عمل نکیا ہو بہر حال نص پر عمل کرنیوالا کبھی تنہا نہوگا اور ضرور اُسکے ساتھ اور لوگ ہونگے پس جو آدمی علما اور فقہا کے قولون کو قرآن و حدیث سے ملاوے اور اُس سے مطابق کرے اور جنکو مخالف نصوص کے پاوے اُس سے مخالفت کرے تو ایسی مخالفت کرنیوالے کی نسبت یہ شبہہ کرنا کہ وہ اُنکا دشمن ہے یا کہ اُنکے حفظ مراتب پر خیال نہین کرتا یا اُنکو برا جانتا ہے بڑی غلطی ہے اس لیے کہ حقیقت مین اُنکے کلام کو خدا اور رسول کے کلام پر عرض کرنا اور جو مخالف اُسکے ہو اُسے نہ ماننا اصل پیروی اور اقتدا اُن عالمون کی ہے کیونکہ اُنہون نے خود یہی کیا ہے اور ایسا ہی کرنے کو اَورون کو نصیحت کی ہے نہ کسی نے معصومیت کا دعوی کیا نہ اپنے قول کو نصوص پر مقدم سمجھا پس اس سے

ثابت ہوا کہ ان دونون مین کیا فرق ہے ایک ایسی تقلید کرنا کسی کی کہ اُسکی سب باتین
ماننا اور اُسکے قول کو نہ خدا کے کلام سے جانچنا نہ رسول کی احادیث سے ملانا بلکہ
ایک معصوم کے قول کے موافق اُسی کو قبول کرلینا دوسرے اُسکے علم اور فہم اور تفقہ سے
استعانت کرنا اور جو چراغ علم کا اُسنے روشن کیا اُس سے نور لینا پس جو مقلد ہے
اور اول قسم مین داخل وہ اُس عالم کے قول کو بلا تامل قبول کرتا ہے نہ اُس مین غور کرتا
ہے نہ کتاب وسنت کی سند سے اُس کی صحت کی تحقیق کرتا ہے اور جو محقق
ہے اور دوسری قسم مین داخل ہے وہ اُس عالم کے قول کو بمنزلہ دلیل کے سمجھتا ہے پس اگر
پہلی دلیل اُسے مل گئی تو دوسرے استدلال کی کچہہ حاجت نہین جس طرح پر کہ ستارہ قبلے پر
دلیل ہے مگر جبکہ آدمی خود قبلے کو دیکہہ لے تو پہر ستارہ کی حاجت نہین ہتی اسیطرح پر جب
ہمنے کسی فقیہہ یا مجتہد کے قول کو سنا تو ہمکو اُسپر عمل کرنے کی ابتدائی حجت کافی ہے مگر جب ہمکو
کوئی حدیث صحیح اُسکے موافق مل جاوے تو اُس عالم یا فقیہہ کے قول پر ہمکو کامل اطمینان
ہوگا اور سننے سے مرتبہ دیکھنے کا ہمکو حاصل ہوگا اور اگر اُسکا قول مطابق حدیث کے
نہوا یا اس سبب سے کہ وہ حدیث اُسے نہ ملی یا اس وجہہ سے کہ اُسنے اجتہاد مین غلطی کی
تو ہمکو اُسکے چھوڑ دینے مین کچہہ تامل نہوگا پس یہ اعتراض جو مقلدین کیا کرتے ہین کہ جو لوگ
تقلید کو واجب نہین جانتے آخر وہ بہی فقہا اور علما ہی کے قولون پر عمل کرتے ہین باطل
ہوا اس لیے کہ واجب اور جائز مین بڑا فرق ہے پس ہمارا یہ قول نہین ہے کہ علما فقہا کی
باتون کا ماننا یا اُنکے نکالے ہوے مسئلون پر عمل کرنا جائز نہین ہان ہمارا یہ عقیدہ ہے

کہ وہ واجب نہین بلکہ جسکو معلوم ہو جاوے کہ خدا کا فلان امر مین یہ حکم یا اُسکے رسول نے فلان معاملے کی نسبت ایسا فرمایا ہے تو بمقابل اُسکے دوسرے کا اتباع جائز نہین اسلیے کہ خدا ور رسول کے حکم کے سامنے دوسرے کا کچھہ حکم نہین علاوہ برین اُن مجتہدین اور ائمہ نے جنکے قول کے اتباع کی نسبت یہ ساری بحث ہے خود بھی تو یہ دعوی نہین کیا کہ جو کچھہ ہم کہتے ہین وہی حکم خدا اور رسول کا ہے بلکہ وہ صاف کہتے رہے ہین کہ ہم اجتہاد کرتے ہین ہمارے اجتہاد اور رائے کو جو چاہے مانے جو چاہے نہ مانے بلکہ امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا خود یہ قول ہے کہ جو شخص میری رائے سے بہتر رائے دے ہین خود اُسکو قبول کرنے پر آمادہ ہون اور نیز اگر اُن ائمہ و مجتہدین کا قول وہی ہوتا کہ جو خدا اور رسول کا قول ہے تو اُنکے خاص شاگردون کو اُنسے مخالفت کرنا جائز نہوتا جس طرح پر کہ اصحاب کو پیغمبر کے قول سے مخالفت جائز نہین ہے فقط انتہیٰ"۔

یہ قول ابن قیم کا جو ہمنے نقل کیا مقلدین کے سارے اعتراضات کا جواب ہے اور اس سے اُنکے کل شبہات رفع ہوتے ہین پس باوجود اسکے بھی اگر کوئی تقلید کو واجب کہے اور اُسکے واجب نہ کہنے والے کو دشمن اسلام کا اور بدعتی جانے اُسکے حق مین بجز اسکے کہ دعاے خیر کی جاوے کیا کہا جاوے۔

پس بالفرض محال اگر عدم وجوب تقلید پر کوئی عالم بھی ہمارے ساتھہ متفق نہوتا اور سب اُسکے وجوب ہی کے معتقد ہوتے تب بھی ہمارا اُس سے انکار کرنا خرق اجماع نہتھا کہ اُسکے عدم وجوب پر ہزار ہا علما کا اتفاق ہے بلکہ سارے صحابہ کل تابعین تمام تبع

تابعین کا یہی عقیدہ تہا پس جو مقلدین یہہ شبہہ کرتے ہین کہ اگر تقلید کے وجوب سے انکار کیا جاوے تو بہت سے علما فضلا کے اوپر نقص عائد ہوتا ہے اور اُنکی شان مین غلطی کی نسبت ہوتی ہے اُنکو یہہ بھی سوچنا چاہیے کہ اگر تقلید کا وجوب تسلیم کیا جاوے اور اُسکا منکر بدعتی اور فاسق اور گنہگار قرار دیا جاوے تو کل محدثین اکثر اہل تصرف اور اولیاء اللہ اور اکثر مجتہدین اور محققین کا بدعتی اور فاسق ہونا لازم آتا ہے اس لیے کہ وہ تقلید کے تارک تہے پس تعجب ہے کہ وجوب تقلید کے نہ ماننے پر تو یہہ شبہہ کیا جاوے کہ اکثر علما کی خطا ثابت ہوتی ہے اور اُس ماننے پر یہہ خیال نہووے کہ اکثر محدثین اور اولیاے کرام اور محققین کا گنہگار ہونا لازم آتا ہے پس بالفرض اگر ایک فریق کا چہوڑنا ہی لازم ہوا تو اب اختیار ہے جو چاہے تقلید مین داخل ہو اور محدثین اور اولیا اور اہل تصوف کو چہوڑے اور جسے منظور ہو وہ حدیث پر عمل کرے اور اُس زمانے کے لوگون کو چہوڑے جو کہ عہد نبوت سے دور ہوتا گیا اور جس مین بدعت کا رواج بڑہتا گیا۔

مقلد۔ یہہ ہم نہین کہتے کہ اجتہاد اماموں پر ختم ہوگیا مگر آج کل کسکو ایسا علم ہے کہ وہ امام ابوحنیفہ کے قول پر جرح کرسکے اور کسکو اُن کا سا تقوی اور بزرگی اور احتیاط ہے کہ اُنکے کلام کو نہ مانے ہان جو کوئی اُنکا سا علم اور ویسا تقوی رکہتا ہو وہ اجتہاد کرے مگر تب بھی قرب زمانہ نبوت کی فضیلت کہان سے اب کوئی پاویگا۔

غیر مقلد۔ اس دلیل سے تو آپ ہی کی تقلید باطل ہوتی ہے اس لیے کہ دوسرا

فریق بہی کہہ سکتا ہے کہ ائمہ اربعہ بھی پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کے اصحاب کرام کے
ہمرتبہ نہ تھے اور مہاجرین و انصار مین داخل نہ تھے پس چاہیے تھا کہ وہ بہی
اصحاب کرام کے اقوال مین جرح و تعدیل نہ کرتے اور کسی ایک صحابی کے سارے
قولون کو تسلیم کر لیتے پس جبکہ مجتہدین نے اصحاب نبوی کے قولون مین جرح و تعدیل
جائز رکہی اور حضرت ابوبکر صدیق سے یار غار اور حضرت عمر فاروق سے فقیہ اور حضرت
علی سے عالم جنکی فضیلت مین آیتین بہی نازل ہوئین اور جنکی شان مین پیغمبر خدا نے
حدیثین بھی فرمائی ہین اور جنکی ہجرت اور نصرت کی خدا نے تعریف بہی کی باوجود اسکے
تیسرے طبقے کے اس امر کے مجاز ہون کہ وہ ایسے اصحاب جلیل القدر کے قولون
مین سے جسکو مطابق کتاب و سنت کے پاوین اُسے لین اور جسکو مخالف پاوین اُسے
چھوڑ دین اور ترک کرین اور اس سے اُنکی نسبت یہہ شبہہ نہو کہ وہ اصحاب کی بزرگی کے
معتقد نہ تھے جو اُنکے قولون سے انکار کرتے تھے اور بعد ائمہ اربعہ کے جو زمانہ
آوے اُس مین کوئی اُن ائمہ کے اقوال مین جرح و تعدیل کرنیکا مجاز نہو اور سب کو
کسی ایک امام کے منجملہ چار امامون کی تقلید واجب ہووے اور جو واجب نہ جانے
اُسپر یہہ الزام لگایا جاوے کہ وہ اُس امام کی بزرگی کا منکر ہے یہ ایک نہایت حیرت
کی بات ہے۔

مقلد۔ اگر حدیث پر عمل کیا جاوے تو آج کل کسکو طاقت ہے کہ وہ تمام احادیث کو
جمع کر کے ناسخ و منسوخ مین تمیز دے اور قوی اور ضعیف کو جدا کرے اور اُس سے مسائل

کو استخراج کرے۔

غیر مقلد۔ کیا آپ کے نزدیک احادیث کی کتابین فقہ کی کتابون سے بھی زیادہ مشکل ہین اور کیا اصول حدیث کے اصول فقہ سے بھی زیادہ دقیق ہین اور کیا احادیث کو اگلے لوگ جمع نہین کر گیے اور کیا اُنکے اقسام ضعیف و حسن وغیرہ کو جدا جدا نہین کر دیا اور کیا موضوعات کو صحاح سے علٰحدہ نہین کر دیا اور کیا جو اختلاف احادیث مین ہے اُسکی تطبیق محدثین نے ابتک نہین کی ہے حقیقت یہہ ہے کہ جسقدر تحقیقات احادیث کی محققین نے کی ہے اور جسقدر زیادہ احادیث پر عمل کرنے کا اِس وقت موجود ہے اور جیسی آسانی اُس مین ہے اُسکا کچھہ بیان نہین ہو سکتا اگر کوئی شخص فقیہ بنا چاہے تو جسقدر محنت اور دقت اُسکو ہوگی اُتنی محنت اور دقت علم حدیث کے سیکھنے پر نہوگی پس تعجب ہے کہ ہدایہ اور مبسوط وغیرہ جنکا سمجھنا بغیر اصول منطق اور قواعد فلسفہ کے دشوار ہو آپ سمجھہ سکین اور روایات مختلفہ کو جمع کر کے مسائل فقہی کو نکال لین اور پھر باینہمہ اختلاف مسائل فقہیہ کا رفع نہو بلکہ قطع نظر اس اختلاف کے جو چارون مذہب مین ہے ہر مذہب مین صدہا مسائل اختلافی موجود ہون اور صاف اور کھلی ہوئی حدیثون کا سمجھنا آپ کے نزدیک مشکل ہو اور اُنکا اختلاف رفع کرنا اور اُسپر عمل کرنا آپ کے نزدیک محالات اور ممتنعات سے ہوا اور ساری حدیث کی کتابین اور اُنکی شرحین اور محدثین کی تحقیقاتین عبث ہون اس لیے کہ اُنکو نہ کوئی سمجھہ سکتا ہے نہ اُسپر عمل کر سکتا ہے پس حدیث کی کتابین سواے اِسکے کہ واسطے تبرک اور برکت کے دوہرے کپڑے مین غلاف کے اندر رہین اور کبھی کسی

فقہی مسئلے مین اُن پر رجوع نہ کی جاوے آپ کے کسی کام مین نہین آسکتین اور استخراج مسائل کے لیے آپ اُن سے کچہہ کام نہین لیتے اگر لیتے ہو تو ذرا مہربانی کر کے بتلاؤ کہ کسی فتوے مین خلاف اقوال فقہا کے کوئی مقلد حدیث کی بہی سند لایا ہے اگر لایا ہو تو پیش کرو ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین اگر آپ غور کرین اور اپنے علما کے اقوال پر نظر کرین تب آپکو معلوم ہو کہ فقہانے احادیث کی کیسی قدر دانی کی ہے مین اپنے اس قول کی تائید مین صرف ایک فقیہ کے کلام کو نقل کرتا ہون وہ فرماتا ہے* کہ اعلم ان اصول الفقہ فرع لعلم اصول الدین واکثر التصانیف فی اصول الفقہ لاھل الاعتزال المخالفین لنا فی الاصول و اھل الحدیث المخالفین لنا فی الفروع ولا اعتماد علے تصانیفہم یعنی اکثر تصانیف اصول فقہ کی معتزلہ کی ہین جو اصول مین ہمارے مخالف ہین یا اہل حدیث کی ہین جو فروع مین ہمارے مخالف ہین اور اُنکی تصانیف پر کچہہ اعتبار نہین ہے پس مقلدین نے گویا اہل حدیث کا ایک فرقہ علیحدہ تصور کیا اور اُنکی تصانیف کو اعتبار کے لائق نہ جانا پس نہایت افسوس کا مقام ہے کہ تقلید کی وجہ سے اہل حدیث دائرہ سنت سے خارج کردیے جاوین اور اُنکی تصنیفات پر صرف اسی قصور پر کہ وہ فقط حدیث پر یعنی پیغمبر صاحب کے قول کو مانتے ہین اعتبار نہ کیا جاوے مین حیران ہون کہ اگر اہل حدیث ہی دائرہ سنت سے خارج ہون تو پہر دوسرا کون ہے جو سنی ہو سکے سچ کہا ہے مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنے ایک رسالے مین جو جواز مین اشارے کے لکہا ہے کہ بالجملہ بدلیل باطل کسی مخالفت پیغمبر خدا کردن و خلاف امام مذہب رفتن و با وجود آن خود را سنی پنداشتن جز جہل و نادانی و یا تعصب نفسانی چیزی دیگر نباشد

* دیکہو کشف الظنون مطبوعہ کے صفحہ ۸۹ کو۔

سنی آنکہ کار سنت کند و رافضی آنکہ ترک سنت کند۔

مقلد۔ پس تم بدعتی و رفاسق ہو بلکہ کافر جو تقلید کو واجب نہین جانتے ہو تمہارے کفر کا فتوی لکہا جاویگا اور تمہارا کہانا پینا بند ہوگا تاکہ آیندہ یہہ کوئی دین کو برباد نکرے اور مذہب مین فتنہ وفساد نہ کہڑا کرے۔ **غیر مقلد**۔

من ازان حسن روزافزون کہ یوسف داشت دانستم		کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را

سنو ہم تو اوسی روز سے آپ کے کفر کے فتوے کے منتظر ہین جب سے ہمنے قرآن وحدیث کو اپنا متمسک بنایا اور زید و عمرو کو چہوڑا اور پابندی رسم کی ترک کی حضرت خدا کے نزدیک کافر ہونا چاہیے وہ اگر ہمارے کفر کا فتوی دے تو البتہ ہمکو نقصان ہے ورنہ اگر دنیا کے سارے بندے ہمکو کافر کافر کہین اور خدا کے ساتہہ ہمارا معاملہ راست راست ہو اور اُسکے پیچہے اور اُسکے رسول کے پیچہے ہم کافر بنائے جاوین تو اس کفر پر ہمارے ہزار ایمان قربان اور ہزار اسلام صدقے ہین اور بڑے بڑے امام اور اچہے اچہے ولی اور نامی نامی محقق ہمارے اس کفر کے شریک ہین اور یہ آپ کا فرمانا کہ اگر ہم ایسا نکرین تو دین برباد ہو جاوے موجب صد ہزار حیرت ہے کہ حدیث پر عمل کرنے مین دین کی بربادی کیا ہوگی اگر آپ کے نزدیک حدیث پر عمل کرنے سے دین برباد ہوگا تو وہ دین جسکا مدار سوائے قرآن و حدیث کے اور کسی پر ہو اُسکا برباد ہی ہونا بہتر۔

قول فیصل بہ نسبت تقلید و عمل بالحدیث کے

بعضون کو یہ شبہہ ہوتا ہے کہ اگر تقلید چہوڑ دی جاوے تو حدیث پر کیونکر عمل کیا جاوے ورجو اختلاف احادیث مین ہے وہ کیونکر رفع کیا جاوے آخر تقلید چہوڑنے پر بہی ہمکو اجتہاد کرنا پڑیگا اور

سارے جزئیات مسائل کا حدیث سے نکالنا ممکن نہوگا توجب چار عمدہ اور اچھے اماموں کے مذہب کو چھوڑنا اور ایک نیا مذہب گھڑ کرنا نادانی ہے اس لیے یہ قول فیصل جو محققین علما لکھہ گیے ہین ہم بھی لکھتے ہین۔

یہ امر خیال کرنا کہ منجملہ مذاہب اربعہ کے کسی مذہب کے مسائل پر عمل کرنا جائز نہین ہے غلطی ہے بلکہ ہمارا قول صرف یہ ہے کہ تقلید کو واجب جاننا اور اُسکی اسطرح پر پابندی کرنا کہ ایک امام کے مقلد کو دوسرے امام کے کسی مسئلے پر عمل کرنا یا اپنے امام کے کسی قول کو صریح مخالف حدیث کے پاکر اُسکا ترک نکرنا یا کسی مسئلے مین اجتہاد کی طاقت رکھکر اجتہاد نکر سکنا غلطی ہے اور یہہ اگلے لوگون کے طریق کے خلاف ہے بلکہ چارون امامون مین سے کسی کے قول کو ماننا یا اُنکے استخراج کیے ہوے مسائل پر عمل کرنا نہایت ہی بہتر ہے اور آج کل تو نہایت ہی ضرور ہے اور عامیون کو تو سوا اسکے کچھہ چارہ نہین لیکن چند شرائط سے۔

اول جائز ہونا اجتہاد کا اور ترک تقلید کا اگر کوئی شخص ایک مسئلے مین بھی اجتہاد کر سکے۔

دوسرے چھوڑ دینا کسی قول کا جبکہ کسی حدیث صحیح صریح سے مخالفت اُسکی ثابت ہو جاوے اور اُس حدیث کا کہ منسوخ ہونا پایہ ثبوت کو پہونچے۔

تیسرے نہ اعتقاد رکھنا اس امر کا کہ ایک امام کے مقلد کو دوسرے امام کے قول پر عمل کرنا ناجائز ہے۔

چوتھے مقدم رکھنا احادیث اور اصول احادیث کو قیاس اور قواعد مقررہ اصولی پر پس ان چارون شرطون کے ساتھہ ہر شخص کو اختیار ہے کہ جس امام کے مذہب پر چاہے

چلے اور جسکے قول کو معتبر اور اچھا جانے اسکو اختیار کرلے و رہی مطلب ہمارا ہے اور یہ غرض ہماری نہین ہے کہ کسی امام اور کسی فقیہ اور کسی مولوی کے کسی قول کو نمانے اور ہر شخص عامی ہو یا خاص عالم ہو یا جاہل وہ ہر مسئلے مین اپنا ہی اجتہاد کرے اور سارے جزئیات خود ہی کتاب و سنت سے نکالے

پس افسوس ہے اُن لوگون پر کہ جو باوجود علم و فضل کے یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ چارون مذہب مین سے کسی مذہب کی پابندی ترک کرنی اور دوسرے امام کے مذہب پر عمل کرنا یا چارون مذہب کو چھوڑکر حدیث پر عمل کرنا یا اجتہاد کرنا جائز ہی نہین ہے اس لیے کہ حقیقت مین یہ قول ایک نیا حکم شریعت کا ہے اور جسکا قائل اپنے آپ کو صاحب شریعت ہونیکا وہ پردہ دعوی کرتا ہے طحطاوی مین ایک بڑے فقیہ صاحب کمال کا قول لکھا ہے کہ المنتقل من مذہب الی مذہب باجتہاد و برھان اثم یستوجب التعذیر فبلا اجتہاد و برھان اولی اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ باوجود اجتہاد و برہان کے ایک مذہب کا چھوڑنا اور دوسرے مذہب کا اختیار کرنا جائز نہین ہے بلکہ گنہگار ہے اور ایسا کرنیوالا واجب التعذیر مگر افسوس ہے کہ اس قول کے کہنے والے نے یہ خیال نکیا کہ وہ خدائے تعالی کو قیامت کے دن کیا جواب دیگا اور اپنی طرف سے فہرست مین گناہون کی ایک گناہ بڑہا دینے پر کیا دلیل پیش کریگا

سچ یہ ہے کہ اگر ایسی ایسی باتین یہ لوگ نہ لکھہ جاتے اور ان ہمکیون سے جاہلون کو نہ ڈراتے تو تقلید کا ایسا زور شور کیونکر ہوتا اور حدیث پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا پر عمل کرنا کیونکر چھوٹتا وما سعادۃ الدارین الا بالاعتصام بہ—

	ان لم یکن فی معادی اخذا بیدی	فضلا والا فضل یا زلۃ القدم

مین اب اس مضمون کو ختم کرتا ہون اور اسی بحث کے متعلق مین اور کچھ لکھونگا اور اُن اقوال کو
جو مقلدین تقلید کی نسبت بیان کیا کرتے ہین مفصل لکھکر اُسکا جواب دونگا اور جو کچھ شرح
سفر السعادة اور تفسیر احمدی وغیرہ مین لکھا ہے اُسکو بجنسہ نقل کر کے اُس جواب سے سبکو آگاہ کرونگا
جو محدثین اور مجتہدین نے بہ نسبت اُسکے دیا ہے اور علاوہ اُسکے سارے شبہات اور اعتراضات کو
مقلدین کے نہایت خوبی سے بیان کر کے اُسکی بُرائی بھلائی کو ظاہر کرونگا افسوس ہے کہ مضمون
بڑا اور رسالہ چھوٹا کیونکہ جو کچھ دل مین ہے اُسے لکھون مگر خیر اب تو اسپر ختم کرتا ہون اور جو رہگیا ہے اُسے
دوسرے رسالہ مین لکھونگا —

مجھے اپنے بھائیون سے امید ہے کہ دیکھتے ہی خفا ہو جاوین اور ہر فقرے پر گالی دینا اور برا کہنا
شروع نکرین بلکہ اول ذرا دلکو ٹھنڈا کرین اور غور سے دیکھین پھر بہ انصاف کرین اسلیے کہ یہ جو کچھ لکھا گیا وہ صرف
مجتہدین و محققین کے اقوال کی نقل ہے نہ فقط کاتب کی رائے اور وہ اقوال ہی محدود نہین اور جو کچھ لکھے گیے
اُسی پر ختم نہین بلکہ صرف بطور نمونے کے ہین اور مثل اُسکے صدہا قول بڑے بڑے محققون کی اُسکی تائید
مین ہین اگر صرف ہماری ہی رائے ہوتی تو ہم مستحق عتاب اور قابل ملامت کے تھے جبکہ ہم نقل کرنیوالے
اور جمع کر دینے والے اُنکے قولونکے ہین تو حضرت جو کچھ ارشاد فرماوینگے اول بزرگونکی ارواح پر اُسکا اثر ہوگا
پیچھے ہمارے اوپر اور ہم تو اپنی عزت اسی مین سمجھتے ہین کہ خدا اور اُسکے رسول کی پیچھے لوگ ہمسے
دشمنی رکھین اور ہمکو عمل بالحدیث کی سبب سے کافر کہین اور ہم بھی اپنے سچے خدا اور سچے رسول سے مضمون
اس مصرعہ کا ع عالم تمام دشمن جان شد برای تو یہ عرض کرین ای بھائیو ان سب باتونکو غور سے دیکھو
اور انصاف کرو تلک آیات اللہ نتلوھا علیک بالحق فبای حدیث بعد اللہ وآیاتہ یؤمنون

تمت